JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 16, Issue: 01, Jul – Dec 2022

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

بچوں کی تادیبی وتعزیری سزاؤں کی مقدار کے بارے میں فقہی آراء

Jurisprudential opinions about quantity of Criminally and disciplinary Punishment for the Children

Amjad Javaid Amjad*
PHD Research Scholar, Department of Islamic Thought and Civilization,
University of Management and Technology, Lahore
Dr. Muhammad Samiullah**
Associate Professor, Department of Islamic Thought and Civilization
University of Management and Technology, Lahore.

ABSTRACT

*Children are a precious wealth of any nation. If this wealth is not protected by "reform and civilization" and is left to waste, not only will the future of children be destroyed, rather Socially, this nation will be bankrupt. As if the survival and future light of any national civilization depends on its children. Therefore, every nation focuses on the protection of its children to protect its permanent. But any nation The concern of Islam cannot be greater than the concern of Islam. Because Islam is a complete code of life. It guides in all areas of life. It provides such rules and regulations for safety and protection, which is its own example. Then the coverage of the laws from birth to adulthood is also fully covered in the Islamic Sharia. The jurists have discussed extensively on these laws. There is also a section on "penalties". Now the question arises that "are the punishments applied to these children or not? If not, what is the reason?" If applicable, to what extent are they applicable? What are the rulings about this in Islamic Shari'ah? What have the jurists of the Ummah discussed on these rulings? Which of these Concepts and Theories is Rajih? In order to bring out the answers to these questions, I decided to cover and analyze these Concepts and Theories of the jurists to clarify of Rajih Theory. Therefore, I have decided to write the article named "**Jurisprudential opinions about quantity of Criminally and Disciplinary Punishment for the Children**".*

Keywords: *Islam, Child, Discipline and Punishment, Jurisprudence Opinions, Fuqaha, Rajih Mazhab.*

1-موضوع کا تعارف

اللہ تعالی کی ذات ایک ہے، مگر صفات لا محدود ہیں۔انہی صفات کا تذکرہ "وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا(1)"میں ہو رہا ہے پھر اللہ نے اپنی ان صفات کے ظہور لیے مخلوقات کی تخلیق کا تسلسل قائم فرمایا۔پھر ان مخلوقات میں سے ایک مخلوق کو شرف دیتے

CC BY

ہوئے مخدوم بنایا، جبکہ باقی مخلوقات کو اس کی خدمت پر تعینات فرمادیا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:"**أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ** "(2)۔ کہ آپ دیکھو تو سہی! اللہ نے تمہارے لیے وہ سب کچھ مسخر فرمایا ہے جو کچھ زمین میں ہے۔ یہ صاحب شرف مخلوق "حضرت انسان" ہے۔ لیکن اس مخلوق کو شتر بے مہار نہیں چھوڑا بلکہ اسے مکلف گردانتے ہوئے اپنی خدمت (عبادت) پر لگالیا۔ بلکہ دوٹوک لفظوں میں فیصلہ دے دیا:"**وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ**"(3)۔ کہ جنات اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔ نیز اس اشرف المخلوقات کی نئی نسل کو پروان چڑھانے اور اپنی عبادت کے تسلسل کو قائم رکھنے کے لیے فرمایا:"**اکرموا اولادکم واحسنوا ادبهم**"۔ یعنی اپنی اولاد کو عزت واحترام دو۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ انہیں رہنے سہنے کے اچھے آداب سکھاؤ اور ان پر احسان کرو۔

چونکہ بچے کسی بھی قوم کا ایک قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں۔ اگر اس سرمائے کی بذریعہ "اصلاح واحسان" حفاظت نہ کی جائے اور اسے ضائع ہونے کے لیے چھوڑ دیا جائے تو نہ صرف یہ کہ بچوں کا مستقبل تباہ وبرباد ہو جائے گا، بلکہ اس قوم کا ہر اعتبار سے، خصوصاً معاشرتی اور سماجی اعتبار سے دیوالیہ نکل جائے گا۔ گویا کسی بھی قومی تہذیب کی بقا اور مستقبل کی روشنی اس کے بچوں پر منحصر ہے۔ اس لیے ہر قوم اپنے مستقبل کی حفاظت کے لیے اپنے بچوں کی حفاظت پر توجہ مرکوز کرتی ہیں۔ لیکن کسی بھی قوم کی فکر مندی اسلام کی فکرمندی سے بڑھ کر نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ زندگی کے تمام شعبوں میں ہر اعتبار سے رہنمائی کرتا ہے۔ بلکہ پیدائش کے ساتھ باقاعدہ زندگی کی ابتدا کرنے سے بھی پہلے یعنی حالت حمل میں ایک جنین کی حفاظت واہتمام کے لیے ایسے اصول وضوابط مہیا کرتا ہے جو اپنی مثال آپ ہیں۔ پھر پیدائش سے لے کر بالغ ہونے تک کے قوانین کا احاطہ بھی پوری آب وتاب سے شریعت اسلامیہ میں موجود ہے۔ ان قوانین پر فقہاء نے سیر حاصل بحثیں فرمائی ہیں۔ ان میں "حدود وتعزیرات" کا ایک حصہ بھی موجود ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ "کیا ان بچوں پر تعزیرات لاگو ہوتی ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں ہوتیں تو کیوں؟ اور ہوتی ہیں تو کس حد تک؟ شریعت اسلامیہ میں اس کے بارے کیا احکام ہیں؟ فقہاء امت نے ان احکام پر کیا بحثیں فرمائی ہیں؟ ان ابحاث میں سے راجح کون سی ہے؟ ان سوالات کے جوابات سامنے لانے کے لیے میں نے فیصلہ کیا کہ فقہاء کی ان ابحاث کا احاطہ کرکے تجزیہ کرتے ہوئے راجح مذہب کو واضح کیا جائے۔ چنانچہ آرٹیکل "**بچوں کی تادیبی وتعزیری سزاؤں کی مقدار کے بارے میں فقہی آراء**" لکھنے کا فیصلہ کیا۔ اس آرٹیکل میں "Qualitative Research" کے طریقوں میں سے بیانیہ طریقے (Narrative Method) کو اختیار کیا گیا ہے۔

بچہ کی تعریف

"بچہ" اردو زبان کا لفظ ہے۔ عربی میں ایک بچے کے لیے "**الجنین، الصبی، الغلام والطفل**" کے الفاظ مستعمل ہیں۔ "**الجنین**" ایسے بچے کو کہتے ہیں جو ابھی پیدا نہ ہوا ہو بلکہ حالت حمل میں ہو(4)۔ "**الصبی**" کا لفظ ایسے بچے کے لیے بولا جاتا ہے جو دودھ پیتا ہو یا اس کا ابھی ابھی دودھ چھڑایا گیا ہو۔ دودھ چھڑا دینے کے بعد اس پر لفظ "**الغلام**" کا اطلاق ہوتا ہے(5)۔ "**الطفل**" اور "**الغلام**" کا لفظ قرآن مجید میں بھی آیا ہے۔ عورتوں کے پردے کے احکام بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:"**أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ** "(6)۔ کہ جو بچے ابھی تک عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے واقف نہیں ہیں، ان سے پردہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا:"**فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ**"(7)۔ کہ ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو

تحمل والے لڑکے کی بشارت دی۔ ایک بچے کی عمر کے اعتبار سے اس کے مختلف ادوار ہیں۔ اگر ان ادوار کا احاطہ کیا جائے تو بالغ ہونے تک ایک بچہ پانچ ادوار سے گزرتا ہے۔ ان ادوار کی وضاحت ذیل میں کی جاتی ہے۔

دور اول

یہ دور "جنین" کا دور ہے، یعنی بچے کی حالت حمل کا دور۔ لغت میں "**الجنین**" صفتِ مشبہ کا صیغہ ہے، جو "ج ن ن" مادہ سے آتا ہے۔ اس کا معنی "قبر، مدفون اور ہر پوشیدہ چیز" ہے۔ رحم مادر کے اندر بچے کو "**الجنین**" کہنے کی وجہ بھی یہی ہے کہ یہ ماں کے پیٹ میں پوشیدہ ہوتا ہے (8)۔ یہ دور بچے کی تادیب کا دور نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس دور میں بچہ جرائم کا ارتکاب کرنے کے قابل ہی نہیں ہوتا۔ البتہ وراثت وغیرہ کے احکام اس بچے کے لیے ثابت ہوتے ہیں۔ گویا اس دور میں بچے کے ذمہ فرائض نہیں ہیں۔ بلکہ اس کے حقوق دوسروں کے ذمہ ہیں۔ نیز یہ بچہ دوسروں کی وراثت پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ اس کی وجہ سے کوئی شخص وراثت سے محروم ہو سکتا ہے اور کسی کے لیے وراثت ثابت ہو سکتی ہے۔ کسی کو اس کی وجہ سے زیادہ حصہ مل سکتا ہے اور کسی کا حصہ کم ہو سکتا ہے۔

دور ثانی

بچے کی پیدائش سے لے کر تقریباً سات سال کی عمر تک کا دور ہے۔ اس دور کے بچے کو فقہاء کی اصطلاح میں "**صبی غیر ممیز**" کہتے ہیں۔ یعنی جو بچہ چیزوں میں تمیز نہ کر سکے۔ اچھے برے میں تمیز نہ کر سکے۔ "**مجلة الاحكام**" میں ہے: "**الصغير غير المميز هو الذي لا يفهم البيع والشراء** "(9)۔ کہ وہ چھوٹا ہونے کی وجہ سے "بیع و شراء" میں تمیز نہیں کر سکتا۔ وہ بیع و شراء کا معنی نہیں سمجھتا، اس کا مقصد نہیں جانتا۔ مثلاً وہ یہ نہیں جانتا کہ بیچنے سے ملکیت سلب ہو جاتی ہے اور خریدنے سے ملکیت ثابت ہوتی ہے۔ اسی طرح وہ غبن فاحش اور غبن یسیر وغیرہ میں فرق نہیں کر سکتا۔ "**صبی ممیز**" کے بارے میں علامہ ابن نجیمؒ حنفی فرماتے ہیں کہ "**ممیز**" وہ بچہ ہوتا ہے جو خود بخود پانی پی لے، استنجاء وغیرہ کر لے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو بچہ خود بخود استنجاء نہیں کر سکتا وہ "غیر ممیز" شمار ہوگا۔ اس کی عمر کے بارے میں مزید فرمایا: "**وقدره بعضهم بخمس سنين**"(10)۔ کہ بعض حضرات نے اس کی عمر کی حد بندی کرتے ہوئے کہا ہے کہ بچہ اتنی سمجھ بوجھ کا مالک پانچ سال کی عمر میں تقریباً ہو جاتا ہے کہ وہ خود بخود استنجاء وغیرہ کر سکے خود کھا پی سکے۔ اس اعتبار سے ایک بچے کی عمر کا دور ثانی "پانچ سال" تک ہوگا۔ لیکن یہ ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ بچوں کی سمجھ بوجھ میں تفاوت ہوتا ہے۔ اس لیے پانچ سال کو ہی حتمی قرار نہیں دے سکتے۔

البتہ حدیث مبارکہ میں حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "**مروا أولادكم بالصلاة وهم أبناء سبع سنين**"(11)۔ کہ جب بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کا حکم دو۔ چونکہ نماز دین کا ایک اہم فریضہ ہے جو سمجھداری کے بغیر ادا نہیں ہو سکتا۔ آنجناب ﷺ کا اس فریضے کی ادائیگی کے لیے سات سال کی عمر میں حکم فرما دینا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ سات سال کی عمر میں بچہ کافی سمجھ دار ہو جاتا ہے۔ چیزوں کے اچھا یا برا ہونے میں بہتر تمیز کر سکتا ہے۔ اسی وجہ سے علامہ ساعاتیؒ فرماتے ہیں: "**و إنما قيد بالسبع لان التمييز يحصل بعدها في الغالب** " (12)۔ اس حدیث مبارکہ کی شرح کرتے ہوئے امام صنعانیؒ فرماتے ہیں: "**ولكن التمييز المذكور قد يكون قبل بلوغ السبع**"(13)۔ کہ مذکورہ (دائیں و بائیں میں فرق کر سکنے کی) تمیز کبھی کبھی سات سال تک پہنچنے سے پہلے بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ گویا یہ دور تب ختم ہو جاتا ہے جب اسے چیزوں میں تمیز کرنا آ جائے۔

دور ثالث

ایک بچے کی عمر کا تیسرا دور "عدم تمیز" کے بعد "تمیز" والا دور ہے۔ جسے بچے کی سمجھداری کو دیکھتے ہوئے پانچ، سات سال سے شمار کیا جا سکتا ہے۔ یعنی جس عمر میں بھی وہ چیزوں میں تمیز کرنا شروع کر دے تب سے اسے "صبی ممیز" شمار کریں گے۔ اسے دائیں اور بائیں کا علم ہو جاتا ہے۔ بیع وشراء کا مفہوم سمجھنے لگ جاتا ہے۔ اسے یہ پتہ چل جاتا ہے کہ بیچنے سے چیز ملک سے نکل جاتی ہے اور خریدنے سے چیز ملک میں آتی ہے۔ غبن فاحش اور غبن یسیر وغیرہ میں فرق کو سمجھ جاتا ہے (جیسا کہ علامہ ساعاتیؒ اور علامہ صنعانیؒ نے فرمایا)۔ حضرت عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:"**وتعيين السبع: لأنه أول وقت تحدث فيه القوة في بدن الآدمي** "(14)۔ کہ حضور نبی کریم ﷺ کا سات سال کی عمر میں بچے کو نماز کا حکم دینے کا حکم فرمایا۔ آپ ﷺ کا سات سال کو متعین فرمانا اس وجہ سے ہے کہ آدمی کے بدن میں قوت کے پیدا ہونے کا یہ پہلا وقت ہوتا ہے۔ یعنی جس طرح ایک بچے کی عقل پروان چڑھتی ہے، اسی طرح اس کے قویٰ بھی مضبوط ہوتے ہیں اور احکام کی ادائیگی کرنے کی صلاحیت اس میں بڑھتی چلی جاتی ہے۔ بچے کی عمر کا یہ دور دس سال پر پورا ہوتا ہے۔

دور رابع

ایک بچے کی عمر کا چوتھا دور دس سال کی عمر سے شروع ہوتا ہے اور بالغ ہونے تک یہ دور جاتا ہے۔ بچی اور بچہ اس میں دونوں شریک ہیں۔ بشرطیکہ علامات بلوغ کے ذریعے سے بچی نو سال کی عمر میں بالغ نہ ہو چکی ہو۔ یہ وہ دور ہے جس میں ایک بچے کے قویٰ میں پہلے سے زیادہ مضبوطی آچکی ہوتی ہے اور اس کی عقل کافی پختہ ہو چکی ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:"**واضربوهم عليها، إذا بلغوا عشرا** "(15)۔ کہ اگر تمہارے بچے دس سال کی عمر کو پہنچ کر بھی نماز نہ پڑھیں تو ان کی پٹائی کر کے نماز پر لگاؤ۔ اس دور کا اختتام بالغ ہونے پر جا کر ہوتا ہے۔ علامات بلوغ کے ظاہر ہونے پر علامہ شامیؒ فرماتے ہیں:" **انتهاء حد الصغر**"(16)۔ کہ اس موقع پر بچپن ختم ہو گیا ہے۔ لہذا بالغ ہونے کی اگر ایک بھی علامت ظاہر ہو گئی تو اسے بچہ نہیں سمجھیں گے۔ اس پر شریعت کے مکمل احکام لاگو ہوں گے۔

دور خامس"مراهقت "

ایک بچے اور بچی کی عمر کے "دور رابع" کے ضمن میں ہی ایک دور شروع ہوتا ہے، جس کے لیے شریعت مطہرہ میں مزید ایک اصطلاح "**المراهق والمراهقة**" بولی جاتی ہے۔ اس کا بیان "**مجلة الاحكام العدليه**" اور" **درر الحكام شرح المجلة**" میں ان الفاظ میں کیا گیا ہے:"**مبدأ سن البلوغ في الرجل اثنتا عشرة سنة وفي المرأة تسع سنوات ومنتهاه في كليهما خمس عشرة سنة . وإذا أكمل الرجل اثنتي عشرة سنة ولم يبلغ يقال له ' المراهق ' وإذا أكملت المرأة تسعا ولم تبلغ يقال لها ' المراهقة ' إلى أن يبلغا** "(17)۔ جس کا مطلب ہے کہ ایک بچہ اور بچی بالغ ہونے کی ابتدائی کیفیات کو پہنچ چکے ہیں۔ لیکن ان میں علامات بلوغ میں سے کوئی بھی علامت ظاہر نہ ہوئی ہو۔ یعنی ایک بچہ بارہ سال کی عمر میں بالغ ہو سکتا ہے لیکن بارہ سال کی عمر کو پہنچنے کے باوجود وہ بالغ نہ ہوا تو اسے "**مراهق** " کہیں گے۔ اسی طرح ایک بچی نو سال کی عمر میں بالغ ہو سکتی ہے، لیکن نو سال کی عمر کو پہنچنے کے باوجود وہ بالغ نہ ہوئی تو اسے "**مراهقه** " کہیں گے۔ ان دونوں کا یہ دور پندرہ سال کی عمر تک چلے گا۔ اگر پندرہ سال کی عمر میں علامات بلوغ میں سے کسی علامت کے ظاہر ہو گئی تو ٹھیک ہے۔ لیکن اگر پندرہ سال کی عمر کو پہنچنے کے باوجود علامت بلوغ ظاہر نہ ہوئی تو جمہور فقہاء کے

نزیک بچے اور بچی دونوں کو بالغ شمار کر لیا جائے گا۔ اور سمجھا جائے گا کہ عقل کی پختگی کے اعتبار سے یہ بالغ ہو گئے ہیں۔ البتہ قویٰ میں کہیں تھوڑا بہت نقص تھا، جس کی وجہ سے بلوغ کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہوئی۔

بچپن کا اختتام

ایک بچے اور بچی کے بچپن کا اختتام بالغ ہونے پر ہوتا ہے۔ خواہ ان دونوں کا بچپن علامات بلوغ میں سے کسی علامت کے ظاہر ہونے کی وجہ سے ختم ہو۔ خواہ پندرہ سال کی عمر کو پہنچنے پر ختم ہو۔ ابن قدامۃ اپنی "شرح" میں لکھتے ہیں: **"(الثاني) السن وهو بلوغ خمس عشرة سنة في حق الغلام والجارية" (18)**۔ کہ عمر کے اعتبار سے ایک بچے اور بچی کا بالغ ہونا، ان دونوں کا پندرہ سال کی عمر کو پہنچنا ہے۔ امام اوزاعی، امام شافعیؒ اور امام ابو یوسفؒ کا مذہب بھی یہی ہے۔ امام بغوی شافعیؒ فرماتے ہیں: **"أما السن: هو أن يستكمل خمسة عشر سنة قمرية؛ لما روي عن ابن عمررضى الله عنهما"(19)**۔ کہ باقی رہ گیا عمر کے اعتبار سے بالغ ہونا۔ تو وہ یہ ہے کہ بچہ قمری سالوں کے ساتھ پندرہ سال کی عمر مکمل کر لے۔ امام رویانی شافعیؒ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **" إذا استكمل المولود خمس عشرة سنة كتب ماله وما عليه "(20)**۔ کہ جب مولود (بچی اور بچہ) پندرہ سال کی عمر مکمل کر لیتا ہے تو جو وہ نیکیاں کرتا ہے وہ اس کے لیے اس کے کھاتے میں لکھی جاتی ہیں۔ اور جو وہ گناہ کرتا ہے تو وہ بھی اس کے لیے اس کے کھاتے میں لکھ دیے جاتے ہیں۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں: **"أما السن فهو أن يستكمل الرجل والمرأة خمس عشرة سنة "(21)**۔ کہ عمر کے اعتبار سے بالغ ہونا یہ ہے کہ لڑکا اور لڑکی دونوں پندرہ سال کی عمر مکمل کر لیں۔

مذکورہ بالا عبارتوں سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ ایک بچے اور بچی میں اگر علامات بلوغ میں سے کوئی بھی علامت ظاہر نہ ہو اور وہ قمری سالوں کے اعتبار سے پندرہ سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو وہ بچہ اور بچی بالغ شمار ہوتے ہیں۔ گویا اب ان دونوں کا "بچپنہ" ختم ہو چکا ہے۔ بچپن کی بناء پر غیر مکلف ہونے کی وجہ سے جو نرمی والے احکام لاگو تھے، باوجود ان کے فرض اور واجب ہونے کے، ان میں بہت نرمی تھی۔ اب بالغ ہونے کے بعد یہ مکلف بن چکے ہیں۔ لہٰذا فرائض و واجبات کی ادائیگی میں سابقہ نرمی ختم کر دی گئی ہے۔

2- تھیوریٹیکل فریم ورک

جب یہ بات بالکل واضح ہو چکی ہے کہ ایک بچہ پیدا ہونے سے لے کر بالغ ہونے تک مختلف ادوار میں سے گزرتا ہے۔ ان تمام ادوار میں "تادیب و تعزیر" کے حوالے سے اس پر مختلف نوعیت کے کچھ احکامات لاگو ہوتے ہیں۔ وہ احکامات کون سے ہیں؟ ان کے لزوم کی نوعیت کیا ہو گی؟ ان احکامات کے لاگو ہونے میں فقہائے امت کے اقوال کیا ہیں؟ ان میں سے راجح کون سا ہے؟ یہ چند ابحاث ہیں۔ ان کی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے۔ سب سے پہلے "تادیب و تعزیر" کا مفہوم و مطلب تحریر کیا جاتا ہے:

تادیب و تعزیر کا مفہوم

لفظ "**التاديب**" عربی زبان کا لفظ ہے اور "باب تفعیل" سے مصدر ہے۔ اس کا مادہ "ادب" ہے۔ باب تفعیل سے اس کا معنی ہے "مہذب بنانا، شائستہ بنانا، ادب سکھلانا، جرم پر سزا دینا" (22)۔ قاموس الوحید میں "**ادَّبه تاديباً**" کا معنی لکھا ہے: "ادب و اخلاق کی تعلیم دینا، اخلاقی تربیت کرنا، مہذب بنانا، علوم ادب سکھانا، سزا دینا، فہمائش کرنا" (23)۔ عرف عام میں "تادیب" سے مراد اچھے اخلاق سکھانا ہیں۔ یعنی معاشرے میں کیسے رہنا ہے، دوسروں کے ساتھ معاملات کیسے کرنے ہیں۔ بڑوں کے آداب وغیرہ سکھانا، یہ سب "**التاديب**" کا حصہ ہیں۔ "**التعزير**" بھی باب تفعیل سے مصدر ہے۔ اس کا مادہ "ع ز ر" ہے۔ "**عزَّره تعزيراً**" کا لغوی معنی ہے "روکنا،

ہٹانا، واپس کرنا، منصف اور جج کا حد شرعی سے کم کی سز دینا۔ تعظیم و تکریم کرنا، مدد دینا، پشت پناہی کرنا" وغیرہ۔ "**التعزیر**" کا معنی "(شرعاً) حد سے کم سزا، گوش مالی، فہمائش، جیسے گالی دینے والی کی سزا (جبکہ اس نے تہمت نہ لگائی ہو ورنہ حد قذف جاری ہو گی) اس کی جمع "تعزیرات" آتی ہے(24)۔

شریعت مطہرہ کی اصطلاح میں تعزیر کی تعریف "**هو تأديب دون الحد**"۔ **ضياء الحلوم** میں ہے: "**هو ضرب دون الحد للتأديب**"(25)۔ تعزیر سے مراد "تادیب" ہے۔ یعنی کسی کی اصلاح کے لیے پٹائی کرنا لیکن وہ پٹائی "حد شرعی" کی حد تک نہ پہنچے، بلکہ اس سے نیچے رہے۔ مغرب میں ہے کہ شرعاً ضروری نہیں کہ بطور سزا پٹائی ہی کی جائے، بلکہ کبھی کبھی تھپڑ / گدی پر "صفع" مار کر یا کان مروڑ کر یا سخت الفاظ میں ڈانٹ کر بھی تعزیر کی جاتی ہے حتی کہ تیوری چڑھانا بھی تعزیر کے زمرے میں آتا ہے(26)۔ پھر یہ تعزیر حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں میں کوتاہی کی صورت میں ہو سکتی ہے(27)۔

تعزیر کے وجوب کا سبب و شرط

تعزیر کے وجوب کا سبب کسی ایسی جنایت کا پایا جانا ضروری ہے جس کی سزا حد نہ ہو۔ خواہ وہ جنایت "حق اللہ" کی وجہ سے ہو۔ جیسے نماز روزے وغیرہ کا ترک کرنا۔ خواہ "حق العبد" کی وجہ سے ہو۔ جیسے کسی مسلمان کو ناحق (قولاً او فعلاً) تکلیف دینا۔ جیسے کسی کو "**یاخبیث، یا فاجر، یا کافر**" وغیرہ کہنا۔ تعزیر کی شرط صرف ایک ہی ہے۔ وہ ہے "عقل"۔ اس حوالے سے علامہ کاسانی حنفیؒ فرماتے ہیں: "**فالعقل فقط فيعزر كل عاقل ارتكب جناية ليس لها حد مقدر سواء كان حرا أو عبدا ذكرا أو أنثى مسلما أو كافرا بالغا أو صبيا بعد أن يكون عاقلا لأن هؤلاء من أهل العقوبة إلا الصبي العاقل**"(28)۔ کہ تعزیر کے وجوب کے لیے بنیادی شرط ایک ہی ہے اور وہ ہے "عقل"۔ یعنی صرف عاقل آدمی پر تعزیر لگے گی۔ پھر یہ عام ہے کہ وہ عاقل "آزاد ہے یا غلام، مذکر ہے یا مؤنث، مسلمان ہے یا کافر، بالغ ہے یا بچہ"۔ البتہ بچے کے علاوہ باقی لوگ "اہل عقوبۃ" ہیں جبکہ بچہ اہل عقوبۃ میں سے نہیں ہے۔ اسے "تعزیراً" جو سزا دی جائے گی وہ "تادیباً" دی جائے گی، "عقوبۃً" نہیں دی جائے گی۔ اس سے یہ بات بھی سمجھ میں آگئی کہ غیر عاقل پر تعزیر نہیں ہو گی خواہ وہ بچہ ہونے کی وجہ سے غیر عاقل ہو یا پھر مجنون ہونے کی وجہ سے۔

تادیبی و تعزیری سزاؤں کی مقدار

ایک بچے کے "بچپن" کے مختلف ادوار ہیں۔ ہر دور میں "تادیب و تعزیر" کے حوالے سے اس بچے کے ساتھ معاملہ یکساں نہیں ہو سکتا۔ ابتدائی ادوار کی تادیب و تعزیر میں بنسبت بعد والے ادوار کے نرمی ہو گی۔ سب سے پہلے ایک بچے کی اچھی تربیت کرنے کا حکم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: " **افتحوا على صبيانكم أول كلمة لا إله إلا الله**"(29)۔ کہ جب بچہ بولنا شروع کرے تو اسے سب سے پہلے جو کلمہ سکھاؤ وہ "**لااله الاالله**" ہونا چاہیے۔ اس میں حضور نبی کریم ﷺ سمجھا رہے ہیں کہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات سکھانے کا اہتمام کیا جائے۔ پھر بچے کی مزید تربیت کے لیے فرمایا: "**أكرموا أولادكم، وأحسنوا أدبهم**"**(30)**۔ کہ آپ اپنی اولاد کی تعظیم کریں۔ پھر تعظیم کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ انہیں ادب سکھائیں۔ ادب سکھانے کی صورت یہ ہو کہ انہیں تعلیم دیں۔ انہیں اچھے اخلاق سکھائیں۔ انہیں فضائل سنا کر دین پر عمل کرنے کی طرف راغب کریں۔ انہیں اچھے برے کی تمیز سکھائیں۔ پھر جب بچہ قدرے سمجھ بوجھ والی عمر کو پہنچ جائے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "**إذا عرف يمينه من شماله، فمروه**

بالصلاة"(31)۔ کہ بچہ جب اتنا سمجھ دار ہو جائے کہ اسے پتہ چل جائے کہ دایاں کسے کہتے ہیں اور بایاں کسے کہتے ہیں تو اسے نماز کا حکم کرو۔ سات سال کی عمر میں چونکہ بچہ کافی سمجھ بوجھ کا مالک بن جاتا ہے، اس لیے حتمی طور پر فرمادیا: "**مروا صبيانكم بالصلاة إذا بلغوا سبعا**"(32)۔ کہ جب بچے سات سال کی عمر کہ پہنچ جائیں تو انہیں نماز کا حکم دیں۔ تعلیم وتربیت کا یہ سلسلہ دس سال تک چلتا رہے گا۔

پھر جب بچہ دس سال کا ہو جائے تو اس کے بارے میں آپ ﷺ نے اگلا حکم ارشاد فرمایا: "**واضربوهم عليها إذا بلغوا عشرا**"(33) ۔ کہ بچہ جب دس سال کا ہو جائے اور اتنا بڑا اور سمجھ دار ہونے کے باوجود نماز نہ پڑھے تو اس کی پٹائی کریں۔ اس میں پٹائی کی نوعیت کیا ہو گی؟ ڈنڈے اور چھڑی سے مارنے کی اجازت ہے یا نہیں ہے؟ بچے کے جسم پر کہاں پٹائی کی جائے گی؟ نیز دیگر جرائم کے ارتکاب کی صورت میں اس بچے کے ساتھ "تادیبی وتعزیری" کاروائی کس نوعیت کی ہو گی؟ اس میں فقہاء کے اقوال مختلف ہیں۔ ان کی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے۔

مالکی فقہاء کی آراء

امام خرشی مالکیؒ اس حدیث مبارکہ "**واضربوهم عليهااذابلغواعشرا** (34)" کے ضمن میں فرماتے ہیں: "**ضرب ضربا خفيفا مؤلما** "۔ کہ جب بچہ غلطی کرتا ہے اور نماز جیسے اہم فریضے کو ادا نہیں کرتا تو اس کی پٹائی کی جائے گی۔ لیکن بالکل ہلکی پھلکی پٹائی کی جائے گی، جس سے تھوڑی سی تکلیف ہوتی ہے۔ یعنی پٹائی تو کی جائے گی۔ لیکن اس پٹائی میں تکلیف بچے کو بالکل ہلکی ہونی چاہیے۔ آگے مزید فرمایا" **حيث علم إفادته** "۔ کہ اس پٹائی کی اجازت تب دی جاتی ہے کہ اس کا فائدہ ہو۔ اگر بالفرض پٹائی کرنے کا فائدہ نہ ہو تو پھر مارنے کی اجازت ہی نہیں۔ آخر پر حتمی اور اصولی طور پر فرماتے ہیں: "**والصواب اعتبار الضرب بحال الصبيان** "(35)۔ یعنی درست بات یہ ہے کہ بچے کی حالت کو دیکھ کر پٹائی کی جائے۔ ایک بچہ چھوٹا ہے تو بڑے بچے کی بنسبت اس کی پٹائی تھوڑی کی جائے گی۔ اگر ایک تھپڑ مارنے سے فائدہ ہو اور بچہ تابعداری شروع کر دے تو دو نہیں مارے جائیں گے۔ علامہ دردیر مالکیؒ اس حدیث مبارکہ کے حوالے سے فرماتے ہیں: "**ضرب عليها۔۔۔ضرباغير مبرح۔۔۔ ومحل الضرب ان ظن افادته والافلا**"۔ کہ اسے ایسی پٹائی نہیں کریں گے، جس سے سخت تکلیف ہوتی ہو، بلکہ ایسی پٹائی کی جائے تو تھوڑی تکلیف کا باعث بنے۔ پھر پٹائی تب کی جائے گی، جب مارنے والے کو اس بات کا یقین ہو کہ مارنے سے فائدہ ہو گا۔ اگر فائدہ نہیں ہو گا تو مارنے کی اجازت نہیں۔

علامہ صاوی مالکیؒ حاشیہ لکھتے ہوئے علامہ دردیر کی عبارت "**غیر مبرح**" کی وضاحت میں فرماتے ہیں: "**هو الذي لا يكسر عظما ولا يشين جارحة ولا يحد بعدد بل يختلف باختلاف حال الصبيان**"(36)۔ کہ جو پٹائی اس بچے کی ہو گی وہ ایسی نہ ہو کہ اس سے ہڈی ٹوٹ جائے اور نہ ہی ایسی ہو گی جس سے زخم ہو جائے اور جسم عیب دار بن جائے۔ پھر تعداد کی بھی حد بندی نہیں ہے۔ کیونکہ بچوں کی حالت کے مختلف ہونے سے تعداد مختلف ہو سکتی ہے۔ یعنی اگر بچہ چھوٹا ہے تو اس کی پٹائی تھوڑی ہو گی۔

لیکن امام زرقانی مالکیؒ "**غیر مبرح**" کے ساتھ مزید فرماتے ہیں: "**من ضربة إلى ثلاث، إلى عشرة أو أزيد لاختلاف حال الصبيان في الانزجار**"(37)۔ یعنی بچوں کو جس نوعیت کی ڈانٹ مقصود ہو گی، اسی اعتبار سے پٹائی کی جائے گی۔ ایک سے لے کر تین ضربوں تک، یا پھر دس تک، یا پھر اس سے بھی زیادہ۔ بشرطیکہ اس کا فائدہ یقینی ہو۔ اگر اس مارنے کا فائدہ یقینی نہ ہو تو پھر مارنے کی بھی

اجازت نہیں۔ تادیب میں بچے کو ڈانٹ ڈپٹ کی اجازت ہے گالی وغیرہ دینے کی اجازت نہیں ہے۔ پھر اس گالی کی مثال دیتے ہوئے فرمایا:" **ويمنع بشتم كيا قرد** "(38)۔ کہ "اے بندر" وغیرہ کہہ کر گالی بھی نہیں دی جائے گی۔

امام مواق مالکیؒ فرماتے ہیں کہ پہلے ڈانٹ ڈپٹ سے تادیب کریں گے۔ اگر ڈانٹ ڈپٹ سے کام نہ چلے تو کوڑے سے پٹائی کریں گے لیکن:"**الضرب بالسوط من واحد إلى ثلاثة ضرب إيلام فقط دون تأثير في العضو**"(39)۔ کہ صرف ایک سے تین کوڑوں تک کی اجازت ہے۔ وہ بھی ایسی ضرب سے جو تکلیف تو دے لیکن کسی عضو میں کوئی تاثیر نہ چھوڑے۔ یعنی جسم پر کہیں نیل وغیرہ نہیں پڑنا چاہیے۔

علامہ نفراوی مالکیؒ فرماتے ہیں: ہم نے دیکھا ہے کہ بہت سارے اساتذہ بیس یا اس سے بھی زیادہ ڈنڈے لگا دیتے ہیں۔ حالانکہ شیوخ کا کہنا ہے کہ ایک سے تین ڈنڈے لگانے کی اجازت ہے۔ وہ بھی کمر پر کپڑوں سمیت لگائیں گے یا پاؤں کے نیچے لگائیں گے۔ پھر فرمایا:" **فما زاد على ذلك أو خرج عن الصفة ففيه القصاص من غير الأبوين** "(40)۔ کہ جو شخص تین سے زیادہ ڈنڈے مارے یا ایسی شدت سے مارے کہ وہ "غیر مبرح" والی صفت سے نکل جائے تو اس شخص سے قصاص لیا جائے گا۔ صرف والدین کو زیادہ مارنے کی اجازت ہے۔ پھر فرمایا:" **الصواب اعتبار حال الصبيان** "(41)۔ کہ بچوں کی جب پٹائی کی جائے تو ان کی حالت اور صحت کی برداشت کو دیکھتے ہوئے پٹائی کی جائے۔ اور جتنی ضرورت ہو اتنی پٹائی کی جائے۔ ضرورت سے زیادہ پٹائی کرنے کی قطعاً اجازت نہیں۔

خلاصہ

1. امام خرشی مالکیؒ نے فرمایا: ہلکی تکلیف والی پٹائی کی جائے گی، بشرطیکہ مارنے سے فائدہ ہو۔ نیز بچوں کی مختلف حالتوں کی وجہ سے پٹائی بھی مختلف ہو گی۔
2. علامہ دردیر اور علامہ صاوی رحمہما اللہ فرماتے ہیں: زیادہ تکلیف دہ پٹائی نہیں کریں گے۔ پٹائی تب کریں گے جب فائدہ ہو۔ غیر مبرح پٹائی کریں گے۔
3. علامہ صاوی مالکیؒ نے "غیر مبرح" کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: غیر مبرح وہ پٹائی ہے جس سے ہڈی نہ ٹوٹے اور جسم عیب دار نہ ہو، زخم نہ ہو۔
4. امام زرقانی مالکیؒ فرماتے ہیں: پٹائی غیر مبرح ہو گی۔ نیز بچوں کی حالتوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے ضرب ایک سے تین تک یا دس تک یا اس سے بھی زیادہ ہو سکتی ہیں۔ بشرطیکہ فائدہ یقینی ہو۔ ڈانٹ ڈپٹ کرنے کی اجازت ہے لیکن "اے بندر" وغیرہ کہہ کر گالی دینے کی اجازت نہیں۔
5. امام مواق مالکیؒ فرماتے ہیں: پہلے ڈانٹ ڈپٹ سے کام لیں گے۔ اگر فائدہ نہ ہو تو ایک سے تین کوڑے اس طرح ماریں گے کہ جسم میں کہیں کوئی تاثیر نہ ہو یعنی داغ اور نیل وغیرہ نہ پڑے۔
6. علامہ نفراویؒ فرماتے ہیں کہ بچوں کی حالت کو دیکھ کر ایک سے تین کوڑوں تک پٹائی کریں گے۔ زیادہ مارا تو قصاص دینا پڑے گا۔ البتہ والدین کو مارنے کی اجازت ہے یا ان کی اجازت سے کسی دوسرے شخص کو بھی تین سے زیادہ مارنے کی اجازت ہے۔

حنبلی فقہاء کی آراء

ابو یعلیٰ حنبلیؒ"واضربوهم عليها لعشر"کے حوالے سے فرماتے ہیں:" وعندي أن ذلك غير محدود وإنما هو معتبر بتمييزه وعقله"(42)۔ کہ تارک نماز بچے کی پٹائی کی جائے گی۔ لیکن اس کی حد بندی ہونی چاہیے یا نہیں۔ تو اس بارے میں میرے نزدیک کوئی حد بندی نہیں ہے۔ بلکہ اس میں بچے کے ممیز ہونے اور اس کے عاقل ہونے کو دخل ہونا چاہیے۔

امام رحیبانی حنبلیؒ نے فرمایا:"لا يضرب فوق ثلاث ضربات"(43)۔ کہ ایک بچے کو تین ضربوں سے زیادہ ضربیں نہ لگائی جائیں۔ ان کا استدلال حضرت جبریل امین علیہ السلام کے حضور نبی کریم ﷺ کو پہلی وحی کے موقع پر تین مرتبہ بھینچنے سے ہے۔ امام محمد بن صالح العثیمین حنبلیؒ نے بچے کو سزا دینے میں "اسراف" کا تذکرہ کیا ہے کہ بچے کو "کمیت اور کیفیت" دونوں اعتبار سے اسراف سے بچتے ہوئے سزا دیں گے۔ اسی لیے فرمایا:

> "فإذا قدَّرنا أنه يتأدَّب بضربتين، صارت الثالثة إسرافاً، وإن كان يتأدب بعشر صارت الحادية عشرة إسرافاً"(44) ۔
>
> کہ اگر ہم سمجھتے ہیں کہ دو ضربیں بطور سزا اور تعزیر کافی ہیں۔ پھر تیسری ضرب لگائی تو وہ اسراف میں شامل ہو گی۔ اسی طرح اگر دس ضربوں سے تادیب کا فائدہ ملتا ہے تو گیارہویں ضرب اسراف میں شامل ہو گی۔

اسی طرح "کیفیت" کے اعتبار سے اگر اس کی تادیب کے لیے ہلکی ضرب کافی ہے۔ تو "ضرب شدید" سے پرہیز کریں گے۔ یعنی اس صورت میں ضرب شدید اسراف میں آئے گی۔ پھر فرمایا:" ولا نضربه . أيضاً . في أمكنة تضره، كالوجه" (45)۔ کہ ہم ایسے مقامات پر مارنے سے بھی گریز کریں گے جہاں نقصان دہ ہوتی ہے۔ مثلاً چہرہ وغیرہ۔

علامہ محمد بن صالح العثیمین حنبلیؒ اپنی ایک دوسری تصنیف "الشرح الصوتی" میں فرماتے ہیں کہ یہ بچہ "اہل عقوبہ" میں سے نہیں ہے، کیونکہ اس کا "تصور" بھی ناقص ہے اور "تصرف" بھی ناقص ہے۔ لہٰذا اس پر حد لاگو نہیں ہو سکتی۔ پھر فرماتے ہیں:"بل يعزر، والتعزير غير الحد" (46)۔ کہ تعزیر ہو گی۔ کیونکہ تعزیر حد نہیں ہے۔ بلکہ حد سے کم ہے۔

امام بہوتی حنبلیؒ فرماتے ہیں:"(ويضرب) المميز (ولو رقيقا على تركها) أي: الصلاة (لعشر) أي: عند بلوغه عشر سنين تامة (وجوبا)" (47)۔ کہ احکام کے ترک نے ایسا بچہ جو ممیز ہو تو اس کی پٹائی واجب ہے، اگرچہ ہلکی پھلکی ہو۔ بشرطیکہ دس سال مکمل کر چکا ہو۔ علامہ ابن جبرین حنبلیؒ فرماتے ہیں:"وهل الضرب ضرب تعليم أو ضرب أديب؟ الصحيح أنه ضرب تعليم. يعني: لا يشدد فيه"(48)۔ کہ نماز نہ پڑھنے پر بچے کی جو پٹائی کی جائے گی وہ "ضرب تعلیم" ہے۔ "ضرب تادیب" نہیں ہے۔ اس لیے اس بچے کو شدت سے نہیں ماریں گے۔ عبد المحسن بن حمد العباد حنبلیؒ فرماتے ہیں:"وإذا بلغ عشر سنين ---- وأدّب على ذلك بالضرب غير المبرح "(49)۔ کہ جب بچہ دس سال کا ہو جائے تو اسے ایسی ضرب کے ساتھ ادب سکھایا جائے جو غیر مبرح (غیر سخت) ہو۔

خلاصہ

1. ابو یعلیٰ فرماتے ہیں: ممیز بچے کی پٹائی کے لیے حد بندی نہیں ہے، بلکہ بچے کی عقل کے مطابق دیکھ بھال کر اسے سزا دی جائے گی۔

2. امام رحیبانی حنبلیؒ فرماتے ہیں کہ تین ضربوں سے زیادہ ضربیں نہیں لگائی جائیں گی۔
3. محمد بن صالح العثیمین حنبلیؒ فرماتے ہیں کہ بچے کی پٹائی کرتے ہوئے اسراف نہیں کریں گے۔اگر دو ضربوں سے تادیب کا فائدہ ہوتا ہو تو تیسری ضرب اسراف میں آئے گی۔ ہلکی ضرب کی ضرورت ہو تو شدید ضرب اسراف ہے۔ جہاں نقصان کا خطرہ ہو وہاں نہیں ماریں گے، مثلاً چہرے پر۔
4. امام بہوتی حنبلیؒ فرماتے ہیں کہ ممیز بچے کی پٹائی واجب ہے۔ بشر طیکہ مکمل دس سال کا ہو۔
5. علامہ ابن جبرین حنبلیؒ فرماتے ہیں کہ بچے کی پٹائی ضرب تعلیم ہے، ضرب تادیب نہیں، لہذا شدید نہیں ہونی چاہیے۔
6. عبدالمحسن بن حمد العباد حنبلیؒ فرماتے ہیں کہ بچے کو "غیر مبرح "ضرب سے تادیب کریں گے۔

شوافع کی آراء

امام رافعی شافعیؒ فرماتے ہیں: **"أنه حينئذ يقوى ويحتمل الضرب"(50)**۔ کہ دس سال کی عمر میں تعزیراً مارنے کی اجازت اس لیے ہے کہ اس عمر میں بچے کے قویٰ مضبوط ہو جاتے ہیں۔ جس سے وہ مار برداشت کر سکتا ہے۔ چونکہ دس سال سے چھوٹے بچے کے قویٰ کمزور ہوتے ہیں، اور وہ مار برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لیے اسے مارنے کی اجازت نہیں ہے۔ اسی سے بعض شوافع نے استدلال کیا ہے کہ دس سال کی عمر کو پہنچنے سے پہلے ختنہ کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ ختنے کی درد تو مارنے سے بھی زیادہ ہوتی ہے(51)۔

علامہ دمیری شافعیؒ فرماتے ہیں: **" وخص الضرب بالعشر؛ لأنه مظنة البلوغ، ولأنه حينئذ قوي واحتمل "(52)**۔ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے جو دس سال کی عمر میں مار کر احکام پر لگانے کا جو حکم فرمایا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ غالب گمان کے مطابق بالغ ہونے والا ہے اور اس وجہ سے بھی کہ اب وہ طاقت ور ہو چکا ہے اور مارنے کو برداشت کر سکتا ہے۔ آگے مزید فرمایا: **" و (المميز): من يأكل وحده، ويشرب وحده، ويستنجي وحده "**۔ کہ اب وہ ممیز ہو چکا ہے۔ اور ممیز وہ ہوتا ہے جو خود کھا پی لے اور استنجاء کر لے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ **"متی یصل الصبی"** تو آپ ﷺ نے فرمایا: **" إذا عرف شماله من يمينه "(53)**۔ کہ جب وہ دائیں کو بائیں سے جدا کر کے سمجھنے کے قابل ہو جائے تو وہ نماز پڑھنا شروع کر دے۔

علامہ رملی شافعیؒ بھی اسی طرح بیان فرماتے ہیں: **"وحكمة اختصاص الضرب بالعشر أنه مظنة احتمال البلوغ بالاحتلام و أنه حينئذ يحتمل الضرب "(54)**۔ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے دس سال کی عمر میں سزا دینے کی اجازت اس لیے مرحمت فرمائی، کیونکہ اس عمر میں اس کے بالغ ہونے کا غالب گمان ہوتا ہے اور مار کو برداشت کر سکتا ہے۔

علامہ رملی شافعیؒ فرماتے ہیں: **" والأمر بالضرب واجبان على الولي أبا كان أو جدا أو وصيا أو قيما "**۔ کہ ولی کے ذمے ہے کہ مؤدب کو مارنے کی اجازت دے۔ خواہ وہ ولی باپ ہے یا دادا ہے یا وصی ہے یا قائم مقام۔ البتہ اس کے محشی علامہ شبر املسی شافعیؒ حدیث مبارکہ نقل فرماتے ہیں: **" نہی أن يضرب المؤدب فوق ثلاث ضربات"(55)**۔ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مؤدب کو تین دفعہ سے زیادہ مارنے سے منع فرمایا ہے۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں: **"(ويضرب) أي المميز وجوبا على من ذكر (عليها) أي على تركهاضربا غير مبرح (لعشر) لأنه مظنة البلوغ فيجوز ضربه في أثناء العاشرة"(56)**۔ کہ نماز چھوڑنے پر اس ممیز بچے کی پٹائی واجب ہے۔ لیکن ایسی پٹائی کی

جائے گی جو "غیر مبرح"یعنی سخت نہ ہو۔البتہ یہ سزا دسویں سال کے دوران بھی دی جاسکتی ہے۔امام عبد الحمید الشروانی الشافعیؒ فرماتے ہیں کہ ضارب تین ضربات سے متجاوز نہیں ہوگا۔بلکہ معلم کے لیے بھی مسنون یہی ہے کہ وہ تین سے تجاوز نہ کرے۔پھر فرماتے ہیں:

"والمعتمد أن يكون بقدر الحاجة وإن زاد على الثلاث لكن بشرط أن يكون غير مبرح ولو لم يفد إلا المبرح تركه على المعتمد "(57).

کہ اصل قابل اعتماد بات یہ ہے کہ ضربات بقدر الحاجۃ ہوں،اگرچہ تین سے زیادہ ہوں۔لیکن شرط یہ ہے کہ "غیر مبرح"یعنی سخت ضربات نہ ہوں۔اور اگر سخت ضربات کے بغیر چارہ نہ ہو تو پھر قابل اعتماد بات یہ ہے کہ اس بچے کو ماریں ہی نہیں۔

اسی لیے مزید فرمایا کہ اگر سزا دینے سے بچہ ہی تلف ہو گیا تو ضارب ضامن ہوگا۔اس لیے کہ تادیب مشروط ہے سلامتی کے ساتھ۔اگر بچہ ہی سلامت نہ رہا تو پھر سزا دینے کی ضرورت ہی نہیں۔آگے فرماتے ہیں کہ لفظ"**وجوبا**"کا مطلب یہ ہے کہ ولی باپ،دادا وغیرہ ہو۔یعنی یہ سزا واجب تب ہے جب"**ما لم يترتب عليه هربه وضياعه فإن ترتب عليه ذلك تركه**"(58)۔یعنی سزا دینے سے بچہ بھگوڑا نہ بن جائے یا ضائع نہ ہو جائے۔اگر ایسی کوئی بھی صورت بنتی ہے کہ بچے کے بھاگنے یا ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو بچے کو سزا ہی نہیں دی جائے گی۔

علامہ الماوردیؒ فرماتے ہیں:"**وإذا بلغوا عشرا وجب ضربهم على تركها ضربا غير مبرح ولا ممرض، في المواضع التي يؤمن عليهم التلف من ضربها**"(59)۔کہ جب بچہ دس سال کا ہو جاتا ہے تو انہیں غلطی کرنے پر،نماز چھوڑنے پر تادیب وتعزیر(مارنا)واجب ہے،بشرطیکہ وہ ضرب سخت بھی نہ ہو اور مرض میں بھی مبتلا نہ کرے۔اور ایسے طریقے سے ضربات ماری جائیں کہ ضرب کی وجہ سے نقصان نہ ہو اور بچہ تلف نہ ہو جائے۔

خلاصہ

1. امام رافعی شافعیؒ فرماتے ہیں کہ دس سال کی عمر میں بچے کو مارنے کی اجازت اس لیے ہے کہ اس عمر میں اس کے قویٰ مضبوط ہو جاتے ہیں اور وہ مار برداشت کر سکتا ہے۔اسی وقت ختنہ ہونا چاہیے۔
2. علامہ دمیری شافعیؒ فرماتے ہیں چونکہ وہ طاقت ور ہو چکا ہے مار کو برداشت کر سکتا ہے اس لیے مارنے کی اجازت ہے۔
3. علامہ رملی شافعیؒ فرماتے ہیں۔چونکہ وہ بالغ ہونے کے غالب گمان میں ہے۔مار کو برداشت کر سکتا ہے۔اس لیے مارنے کی اجازت دی۔نیز فرماتے ہیں کہ والدین اور سرپرست کو چاہیے کہ مؤدب کو مارنے کی اجازت دے۔
4. علامہ بشر الملسی فرماتے ہیں۔چونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے تین دفعہ سے زیادہ مارنے سے منع فرمایا ہے۔اس لیے تین ضربات سے زیادہ ممنوع ہیں۔
5. امام نووی شافعیؒ فرماتے ہیں کہ تارک نماز کی پٹائی واجب ہے۔لیکن غیر مبرح(غیر سخت)پٹائی کی جائے۔نیز دسویں سال کے شروع ہونے سے ہی مارا جا سکتا ہے۔

6. علامہ عبدالحمید شروانیؒ فرماتے ہیں کہ مسنون ضربات تین ہی ہیں۔ البتہ اگر فائدہ کا اعتماد بھی ہو اور ضربات غیر مبرح بھی ہوں تو زیادہ بھی مار سکتے ہیں۔ لیکن اگر ضربات مبرح (سخت) ہوں یا فائدہ کا اعتماد نہ ہوں تو مارنا ہی نہیں، اگرچہ مارنا واجب ہے، واجب پر عمل تب کریں گے، جب نتیجہ درست مرتب ہو۔
7. علامہ الماوردیؒ فرماتے ہیں کہ بچے کو نماز نہ پڑھنے پر سزا دی جائے گی لیکن وہ سزا سخت بھی نہ ہو اور مرض میں بھی مبتلاء نہ کرے اور نہ ہی کوئی دوسرا نقصان ہو۔

احناف کی آراء

عبدالرحمن بن محمد شیخی زادہ فرماتے ہیں:" **لوجب الضرب على تركها لقوله ﷺ "(60)** - کہ نماز ترک کرنے پر بچے کی پٹائی واجب ہے۔ علامہ حصکفی حنفیؒ فرماتے ہیں:" **وإن وجب ضرب ابن عشر عليها بيد لا بخشبة "(61)**۔ کہ اگرچہ بچے کی پٹائی واجب ہے۔ لیکن پٹائی ہاتھ سے کریں گے۔ لکڑی اور ڈنڈے سے نہیں کریں گے۔ علامہ شامیؒ نے علامہ حصکفیؒ کی عبارات کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:"**(قوله: بيد) أي ولا يجاوز الثلاث"---- "إياك أن تضرب فوق الثلاث، فإنك إذا ضربت فوق الثلاث اقتص الله منك"------ "(قوله: لا بخشبة) أي عصا، ومقتضى قوله بيد أن يراد بالخشبة ما هو الأعم منها ومن السوط أفاده"**۔ کہ علامہ حصکفیؒ کے قول "بید" کا مطلب یہ ہے کہ پٹائی تھپڑوں سے کی جائے گی اور تین تھپڑوں سے زیادہ نہیں مارا جائے گا۔ کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت مرداس رضی اللہ عنہ جو معلم تھے، کو فرمایا: اگر تم تین تھپڑوں سے زیادہ مارو گے تو اللہ تم سے قصاص لیں گے۔ اور علامہ حصکفیؒ کے قول "لابخشبة" کا مطلب ہے کہ چھڑی اور ڈنڈا بالکل استعمال نہیں کیا جائے گا۔

علامہ شامیؒ نے حضور نبی کریم ﷺ کے حکم "**واضربوهم عليهاوهم ابناء عشر**" سے ایک استدلال بھی کیا ہے۔ فرمایا: "**وأما كونه لا بخشبة فلأن الضرب بها ورد في جناية المكلف" (62)**۔ اس عبارت میں علامہ شامیؒ نے حدیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے ایک سوال کا جواب دیا ہے۔ سوال یہ ہوتا ہے کہ حدیث مبارکہ میں "مطلق ضرب" کی بات کی گئی ہے۔ اس میں ڈنڈے یا ہاتھ کا تو تذکرہ ہی نہیں ہے۔ تو آپ لوگوں نے "بید" اور "لابخشبة" کی عبارت کہاں سے نکال لی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ حدیث مبارکہ مطلق ضرب پر ہی دلالت کر رہی ہے۔ لیکن ہم نے "بید" اور "لابخشبة" کی قید اس لیے لگائی ہے کہ لکڑی اور ڈنڈے سے مارنا "مکلف آدمی کی جنایت" کی صورت میں ہوتا ہے۔ اور یہ بچہ صاحب جنایۃ نہیں ہے۔ اس لیے ہم نے کہا کہ چھڑی یا ڈنڈے سے نہیں مارا جائے گا، بلکہ صرف ہاتھ سے مارا جائے گا۔

علامہ شرنبلالی حنفیؒ فرماتے ہیں:"**تضرب عليها لعشر بيد لا بخشبة" أي عصا كجريدة رفقا به وزجرا بحسب طاقته ولا يزيد على ثلاث ضربات بيده" (63)**۔ کہ بچے کو، اس پر شفقت کرتے ہوئے اور اس کی طاقت کے مطابق زجر کرتے ہوئے ہاتھ سے ماریں گے، چھڑی یا ڈنڈے وغیرہ سے نہیں ماریں گے۔ اور تین تھپڑوں سے زیادہ بھی نہیں ماریں گے۔

علامہ طحطاوی حنفیؒ فرماتے ہیں:"**هذا واجب على الولي**" کہ حکموں کو توڑنے کی وجہ سے ولی پر واجب ہے کہ بچے کی پٹائی کرے۔ لیکن یہ پٹائی اس پر نرمی کرتے ہوئے اس کی طاقت کے مطابق ہاتھ سے کرے گا، چھڑی یا ڈنڈے وغیرہ سے نہیں کرے گا، کیونکہ " **خص**

الضرب بغير الخشبة لقرينة وهو أن الضرب بها إنما ورد في جناية صدرت من مكلف ولا جناية من الصغير وقد ورد في بعض الآثار ما يدل عليه "(64) ۔ چھڑی اور ڈنڈے سے پٹائی کسی مکلف کی طرف سے کسی جنایت کے پائے جانے کی وجہ سے ہوتی ہے اور یہ بچہ ہے۔نہ مکلف ہے اور نہ جانی ہے۔ اس کی طرف کسی جنایت کا پایا جانا ممکن نہیں۔ اور بعض آثار اسی پر دلالت کرتے ہیں۔

ملاخسرو حنفیؒ سزا کے وجوب کے بارے میں فرماتے ہیں:" **وإن وجب ضرب ابن عشر) أي صبي سنه عشر سنين عليها أي على تركها "(65)**۔ کہ دس سالہ بچے پر نماز چھوڑنے کی وجہ سے پٹائی واجب ہے۔

خلاصہ

1. علامہ حصکفی حنفیؒ فرماتے ہیں کہ پٹائی واجب ہے۔ لیکن ہاتھ سے کریں گے۔ چھڑی یا ڈنڈے سے نہیں کریں گے۔
2. علامہ شامی حنفیؒ فرماتے ہیں کہ چھڑی یا ڈنڈے سے اس لیے پٹائی نہیں کریں گے، کیونکہ چھڑی یا ڈنڈے سے پٹائی تب ہوتی ہے جب مکلف آدمی کی طرف سے کوئی جنایت پائی جائے اور بچہ نہ مکلف ہے اور نہ جنایت کرنے والا۔ نیز تین تھپڑوں سے زیادہ نہیں ماریں گے۔ تین تھپڑوں سے زیادہ مارا تو اللہ قصاص لے گا۔
3. علامہ شرنبلالی حنفیؒ فرماتے ہیں کہ بچے پر شفقت کرتے ہوئے چھڑی یا ڈنڈے سے نہیں ماریں گے، بلکہ ہاتھ سے ماریں گے اور تین تھپڑوں سے زیادہ نہیں ماریں گے۔
4. علامہ عبد الرحمن بن محمد شیخی زادہ حنفیؒ نے فرمایا کہ نمازوں کے ترک کرنے پر پٹائی واجب ہے۔
5. علامہ طحطاوی حنفیؒ فرماتے ہیں کہ ولی پر بچے کی تادیب کرنا واجب ہے لیکن ہاتھ سے ہوگی۔ چھڑی یا ڈندے سے نہیں ہوگی۔ کیونکہ چھڑی یا ڈنڈے سے پٹائی مکلف جانی کی ہوتی ہے، جبکہ بچہ نہ مکلف ہے اور نہ اس سے جنایت کا وقوع ہوتا ہے۔

3-ریسرچ میتھڈالوجی(منہج تحقیق)

میں نے اپنے اس آرٹیکل میں "Qualitative Resrarch" کے طریقوں میں سے بیانیہ اسلوب تحقیق (Narrative Method) اپنایا جائے گا۔ کوالیٹیٹو انگلش کا لفظ" Qualitative " ہے، جو "Quality" سے ماخوذ ہے۔ اس کا معنی ہے "قابل، گہرا، معیاری" وغیرہ۔ تحقیق کے اندر اس کے نام کے معانی بھی ملحوظ خاطر رکھے جاتے ہیں۔ اس کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے:

"Qualitative research is expressed in words. It is used to understand concepts, thoughts or experiences. This type of research enables you to gather in-depth insights on topics that are not well understood. Interviews, focus groups, case studies, discourse analysis-(66)"

یعنی کوالیٹیٹو ریسرچ کا تعلق کسی بھی قسم کے فنامنا کے ساتھ ہوتا ہے۔ جس کا معنی ہے "مظہر"۔ یعنی سابقہ کسی بھی موجود چیز پر ریسرچ کی جائے۔ میرے سامنے فقہاء کی عبارات موجود اور مظہر ہیں۔ یہی "فنامنا" ہیں۔ یہ ریسرچ "تصورات، نظریات اور تجربات یعنی کسی تھیوری کو سمجھنے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ میں نے اپنے اس آرٹیکل میں فقہاء کی تھیوریز کو جمع کیا ہے۔ ریسرچ کی اس قسم میں انسان کسی موضوع پر گہرائی کے ساتھ مطالعہ کرتا ہے اور اپنی بصیرت سے نئے نتائج اخذ کرتا ہے۔ میں نے فقہاء کی عبارتوں میں گہرائی کے ساتھ غور وخوض کیا اور نتیجہ اخذ کیا کہ احناف کا مذہب راجح ہے۔ اس ریسرچ میں ڈیٹا جمع کرنے کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ "تھیوریز"

ہیں۔ میرے اس آرٹیکل میں ڈیٹا "فقہاء کی تھیوریز" ہیں۔ ریسرچ کی اس قسم میں سوال "Why" اور "How" سے ہوتا ہے۔ یعنی فلاں کام ہوا ہے تو کیوں ہوا ہے، کیسے ہوا ہے، اس کے اسباب کیا تھے۔ پھر تجزیہ کر کے نتیجہ نکالا جاتا ہے۔ میرے اس آرٹیکل میں "بچوں کی تادیب وتعزیر پر سے متعلقہ آئمہ اربعہ کی موجود تھیوریز" کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ سب سے پہلے آئمہ اربعہ کی آراء اور آرٹیکل سے متعلقہ ڈیٹا جمع کیا گیا ہے۔ پھر سوال اٹھایا کہ یہ آراء کیوں ہیں۔ وہ کون سے اسباب ہیں، جن کی بنیاد پر فقہاء نے اپنی یہ آراء قائم کی ہیں؟

میری اس ریسرچ میں کوالیٹیٹو اپروچ کی اقسام میں سے "نیریٹو میتھڈ" استعمال کیا گیا ہے۔"Narrative"ماخوذ ہے "Narration" سے۔ جس کا معنی ہے: "قصہ، کہانی، داستان اور سٹوری" وغیرہ۔"To Narrate" کا معنی ہے "تفصیل سے کسی چیز کو بیان کرنا"۔ نیریٹو کی تعریف ان لفظوں میں کی گئی ہے: "Narrative is understood as a spoken or written text giving an account of an event/ action or series of events/actions, chronologically connected" (Czarniawska, 2004, p. 17) (67)."۔ نیریٹو "بولا ہوا یا لکھا ہوا ایک متن ہوتا ہے، جس میں کسی ایک واقعہ یا کسی ایک عمل، یا پھر واقعات اور معمولات کے تسلسل کا حساب ہوتا ہے، جو تاریخی طور پر آپس میں جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس کی تعریف یوں بھی کی جاسکتی ہے: "The narrative approach weaves together a sequence of events, usually from just one or two individuals to form a cohesive story. You conduct in-depth read documents, and look for themes " (68)"۔ یعنی "نیر ٹو ریسرچ" میں واقعات کے ایک تسلسل کو یکجا کیا جاتا ہے۔ جو واقعات عموماً فرد واحد یا زیادہ افراد سے متعلقہ ہوتے ہیں۔ پھر انہیں ترتیب دیتے ہیں۔ جس سے ایک مربوط کہانی تشکیل پاتی ہے۔ پھر ان دستاویزات اور عبارات کا بغور مطالعہ کرتے ہیں۔ پھر ان عبارتوں کا تجزیہ کرتے ہیں۔ اور اس میں سے ایک مرکزی نکتہ اور بنیادی تھیم تلاش کرتے ہیں۔

میں نے اپنے اس آرٹیکل میں مسالک اربعہ کے فقہاء کی عبارتوں کو جمع کیا جو ایک بچے سے متعلقہ ہیں۔ پھر ان میں غور وخوض کیا اور ان کا تجزیہ کیا۔ پھر ان میں سے ایک مرکزی نکتہ اور بنیادی تھیم تلاش کیا کہ ان سارے فقہاء کے نکتہ ہائے نظریات میں سے راجح نکتہ فقہائے احناف کا ہے۔

4-فقہاء کے اقوال کا حاصل بحث اور نتیجہ (Discussion and Result)

فقہاء اربعہ کے مذاہب کے اعتبار سے تمام ابحاث کا حاصل اور ان کے نتائج ذیل میں بیان کیے جاتے ہیں۔

مالکی فقہاء کی آراء کا حاصل بحث

فقہائے مالکیہ کی ابحاث کو دیکھیں تو یہ بات سامنے آتی کہ ان کے نزدیک جب ایک بچے کو کسی بھی جرم میں تادیبی وتعزیری سزادیں گے تو اس میں سب سے پہلے جو شرط ملحوظ خاطر ہوگی وہ ہے "سزا کا سود مند ہونا"۔ اگر سزا سود مند ثابت نہ ہو تو مارنے کی اجازت ہی نہیں۔ دوسری شرط یہ ہے کہ سزا "ضرب خفیف" کے ساتھ دی جائے گی۔ ضرب خفیف کا معنی علامہ خرشی نے "غير مبرح" کے ساتھ کیا ہے۔ اس کی تشرح کرتے ہوئے "علامہ عدویؒ" نے اپنے حاشیہ میں فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ اس ضرب سے ہڈی بھی نہ ٹوٹے اور جسم پر کہیں زخم بھی نہ بنے۔ نیز فرمایا" ولا يهشم لحما ۔۔ثلاثا أي ثلاثة أسواط"(69)۔ کہ کہیں جسم پر کٹ بھی نہ

لگے۔ نیز تین سے مراد "تین کوڑے" ہیں۔یعنی کوڑوں سے مارا جائے گا لیکن اتنا سخت مارنے کی اجازت نہیں کہ اس سے زخم ہو جائے۔ پھر بچوں کی حالتوں کے مختلف ہونے سے سزا بھی مختلف ہو گی۔

بعض حضرات نے صرف تین کوڑوں کی اجازت دی ہے۔ بلکہ علامہ نفراویؒ نے تو فرمایا کہ تین کوڑوں سے زیادہ مارا تو قصاص دینا ہو گا البتہ والدین ماریں یا والدین کی اجازت سے دیگر آدمی مارے تو وہ تین کوڑوں سے زیادہ مار سکتا ہے۔ جبکہ امام زرقانی مالکیؒ نے بچوں کی حالتوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے یہ بھی کہا ہے کہ پہلے ایک سے تین کوڑے لگائیں گے۔ اگر ضرورت ہو تو دس تک یا اس سے بھی زیادہ کوڑے مارے جاسکتے ہیں۔ البتہ گالی وغیرہ مثلاً "اے بندر" کہنے کی اجازت نہیں۔

حنبلی فقہاء کی آراء کا حاصل بحث

حنابلہ فرماتے ہیں کہ "ممیز" بچے کی غلطی کی صورت میں تادیب ضروری اور واجب ہے، بشرطیکہ بچہ مکمل دس سال کا ہو۔ اس تادیب کے لیے کوئی خاص حدبندی نہیں ہے۔ بلکہ بچے کی عقل ودانش کو دیکھتے ہوئے سزا متعین کی جائے گی۔ البتہ امام رحیبانیؒ فرماتے ہیں کہ تین ضربوں سے زیادہ ضربیں نہیں لگائی جائیں گی۔ لیکن علامہ محمد بن صالح العثیمینؒ نے کہا کہ تین ضربیں بھی ضروری نہیں بلکہ اگر ایک ضرب سے کام چلے تو دوسری اور تیسری بھی نہیں لگائی جائے گی۔ اگر لگائی تو یہ اسراف ہو گا۔ اسی طرح اگر ہلکی ضرب سے کام چلتا ہو اور تیز لگا دی تو یہ بھی اسراف ہو گا، اور اسراف خود قابل سزا جرم ہے۔ اسی طرح چہرے پر بھی نہیں ماریں گے۔ علامہ ابن جبرین کہتے ہیں کہ بچے کو سزا "تعلیم" کے لیے دی جائے گی، "تادیب" کے لیے نہیں دی جائے گی۔ یعنی بچہ "اہل عقوبۃ" میں سے نہیں ہے۔ لہذا یہ ضرب کسی صورت میں شدید نہیں ہونی چاہیے۔

شافعی فقہاء کی آراء کا حاصل بحث

شوافع کے نزدیک دس سال کی عمر کو پہنچنے والے بچے کے قویٰ مضبوط ہو چکے ہوتے ہیں اور عقل بھی کافی پختہ ہو چکی ہوتی ہے۔ دس سال کی عمر میں بھی اگر نماز نہ پڑھے یا کوئی دیگر غلطی کرے تو اس صورت میں تادیبی کاروائی واجب ہے اور مسنون عمل "تین ضربات" تک مارنا ہو گا۔ اگر تین ضربات یا اس سے زیادہ مارنا پڑے تو شرط یہ ہے کہ مارنے کا فائدہ قابل اعتماد ہو۔ اگر فائدہ کا اعتماد نہ ہو تو پھر مارنے کی اجازت نہیں۔ اسی طرح وہ ضربات بھی قابل برداشت، "غیر مبرح" اور غیر ممرض ہوں۔ اگر مبرح (سخت) ضربات کے بغیر بچہ کی اصلاح اور تادیب نہ ہو سکے تو پھر مارنے کی اجازت ہی نہیں۔ نیز شوافع فرماتے ہیں کہ والدین اور سرپرست کو چاہیے کہ مؤدب کو مارنے کی اجازت دے۔ امام نوویؒ کے نزدیک بارہواں سال شروع ہوتے ہی تادیبی کاروائی کرتے ہوئے مارنے کی اجازت ہے۔

حنفی فقہاء کی آراء کا حاصل بحث

احناف کے نزدیک بچے کی تادیب وتعزیر واجب ہے۔ لیکن اس تادیب میں کوڑا یا چھڑی استعمال نہیں کریں گے۔ بلکہ ہاتھ سے ماریں گے۔ اور تین تھپڑوں سے زیادہ نہیں ماریں گے۔ حضرت مرداس رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ نے خود فرمایا: اے مرداس صرف تین تھپڑ مارنے کی اجازت ہے۔ اگر تین سے زیادہ تھپڑ مارے تو اللہ تجھ سے قصاص لے گا۔ کوڑا کیا چھڑی استعمال نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ایک بچہ غیر مکلف ہوتا ہے۔ جبکہ کوڑوں سے سزا مکلف کو دی جاتی ہے۔ اسی طرح کوڑوں کے ذریعے سے سزا جانی کو دی جاتی ہے اور بچے کا فعل جنایت شمار نہیں ہوتا۔ اس لیے ایک بچے کو جو بھی سزا دیں گے وہ شفقت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے، تھپڑوں کے ذریعے سے دیں گے۔

4.2-راجح مذہب (احناف)

ایک بچے کی تادیب و تعزیر کے حوالے سے اگر مذاہب اربعہ کی تشریحات پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ تر مسائل میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے۔ البتہ چند صورتوں میں احناف کا مسلک راجح ہے۔ ذیل میں پہلے اتفاقی صورتیں بیان کی جاتی ہیں۔ اس کے بعد احناف کے مذہب کو راجح کرنے والی صورتیں لکھی جائیں گی۔ چنانچہ اتفاقی صورتیں یہ ہیں:

بچے کی "تادیب و تعزیر" واجب ہے۔ اگر بچے کی عمر دس سال سے کم ہو تو ضربات کے بغیر تادیب و تعزیر کی جائے گی۔ جب بچہ دس سال کا ہو جائے تو تادیب و تعزیر میں ضرب کا استعمال کیا جائے گا۔ تادیب و تعزیر میں "ضرب خفیف" یعنی کم سے کم تکلیف دینے والی ضرب لگائی جائے گی۔ مارنے میں ایک سے تین ضربات تک کی زیادہ گنجائش ہے۔ چہرے اور نازک جگہوں پر بھی نہیں ماریں گے۔ ان باتوں میں مذاہب اربعہ مشترک ہیں۔ لیکن ضرب میں کیا چیز استعمال کی جائے گی۔ ہاتھ، کوڑا، چھڑی یا کوئی دیگر چیز؟ اس میں فقہاء کے اقوال مختلف ہیں۔

مالکیہ کے نزدیک ہاتھ کے علاوہ "کوڑا" بھی استعمال کیا جاسکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے ساتھ "غیر مبرح" ضرب لگائی جائے گی۔ یعنی ایسی آہستگی سے کوڑا ماریں گے کہ ہڈی بھی نہ ٹوٹے، گوشت میں کٹ بھی نہ لگے اور کہیں جسم پر داغ، نیل وغیرہ بھی نہ پڑے۔ بقدر ضرورت کوڑے مارے جائیں گے، اسراف نہیں کیا جائے گا۔ کوڑے مارنے کے لیے والدین کی اجازت بھی ضروری ہے۔

حنابلہ کے نزدیک بقدر ضرورت سزا دی جائے گی۔ اگر ایک یا دو ضربات سے کام چلتا ہو تو تیسری ضرب نہیں لگائی جائے گی۔ ضرورت سے زیادہ ضربات لگانا "اسراف" ہے۔ لیکن حنابلہ کے ہاں "ضربات" کی تشریح کوڑوں کے ساتھ ہوگی یا ہاتھوں کے ساتھ؟ اسے واضح نہیں کیا گیا۔ گویا لفظ "ضرب" مبہم ہے۔ البتہ عبدالمحسن بن حمد العباد کی عبارت "**وأدّب على ذلك بالضرب غير المبرح**" کو دیکھیں تو اس میں لفظ "غیر المبرح" اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ "ضربات" سے مراد کوڑوں کی ضربات ہیں۔ کیونکہ مالکیہ میں سے "علامہ دردیرؒ اور علامہ صاویؒ" نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے: "**هو الذي لا يكسر عظما ولا يشين جارحة (70)**"۔ کہ غیر مبرح وہ ضرب ہوتی ہے جس سے ہڈی نہ ٹوٹے، جسم پر کٹ نہ لگے اور نہ زخم بنے۔

اسی طرح شوافع کے نزدیک ضربات کا تذکرہ ہے، لیکن ضربات ہاتھ کی یا کوڑے کی، اس کی وضاحت نہیں ہے۔ البتہ علامہ شروانیؒ کی عبارت "**لكن بشرط أن يكون غير مبرح**" اور علامہ الماوردی کی عبارت "**ضربا غير مبرح ولا ممرض**" کو دیکھیں تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ شوافع کے نزدیک ضربات سے مراد کوڑے کی ضربات ہیں۔ کیونکہ "غیر مبرح" کا معنی "ہڈی نہ ٹوٹنے اور جسم میں کہیں کٹ و زخم نہ لگنے" کے ساتھ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ گویا مالکیہ، حنابلہ اور شوافع کا مسلک یہی ہے کہ اگر ضرورت پڑے تو ضربات کوڑے کے ساتھ لگائی جائیں گی۔

احناف کا مسلک یہ ہے کہ "کوڑا، ڈنڈا اور چھڑی" بالکل استعمال نہیں کی جاسکتی۔ بلکہ ہاتھ سے ضربیں لگائی جائیں گی۔ "**بيد**" اور "**لا بخشبة**" جیسے الفاظ اس بات پر دلالت کر رہے ہیں۔ بادی النظر میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ "ضرب خفیف" کوڑے کی بنسبت ہاتھ سے مارنے میں زیادہ ہے۔ بلکہ علامہ طحطاویؒ نے کوڑے، ڈنڈے اور چھڑی کے بارے میں اصولی طور پر واضح الفاظ میں فرمادیا: "**وهو أن الضرب بها إنما ورد في جناية صدرت من مكلف ولا جناية من الصغير**" (71) ۔ کہ چھڑی کے ساتھ ضرب تب لگائی جاتی

ہے جب مکلف آدمی کی طرف سے کوئی جنایت پائی جائے۔ جبکہ بچہ کی طرف سے جنایت کا ارتکاب بالکل سرزد نہیں ہوا، کیونکہ وہ مکلف ہی نہیں۔ لہذا جب وہ مکلف نہیں ہے تو جانی بھی نہیں ہے۔ یہی بات علامہ شامیؒ نے فرمائی ہے(72)۔

5- نتیجہ (Conclusion)

1. بچے کی تادیب و تعزیر واجب ہے۔
2. دس سال سے کم عمر والے بچوں کی تادیب و تعزیر بغیر ضرب کے ہو گی۔
3. جبکہ دس سال یا اس سے زیادہ عمر کے بچوں کی تادیب و تعزیر بقدر ضرورت ضرب کے ساتھ کی جائے گی۔
4. کم سے کم مارنے کے ساتھ جتنا زیادہ فائدہ ہو، وہی بہتر ہے۔
5. اگر مارنے کے باوجود فائدہ نہ ہو تو مارنے کی اجازت نہیں۔
6. مالکیہ، حنابلہ اور شوافع کے نزدیک کوڑا استعمال کر سکتے ہیں۔ مگر ضربات کا "غیر مبرح" ہونا ضروری ہے۔ یعنی ایسی ضرب جو شدید نہ ہو، ہڈی نہ توڑے، کٹ نہ لگائے اور زخم نہ کرے۔
7. احناف کے نزدیک ہاتھ سے ضرب لگائیں گے۔ کوڑا، چھڑی اور ڈنڈا استعمال کرنے کی اجازت نہیں۔ کیونکہ کوڑے کے ساتھ سزا کسی مجرم مکلف کو دی جاتی ہے، جبکہ بچہ نہ مکلف ہے اور نہ مجرم۔
8. احناف کا مذہب راجح ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

(1)النحل،16: 18

Al-Nahal,16: 18

(2)الحج،22: 65

Al-Hajj,22: 65

(3)الطور52: 56

Al-toor,52: 56

(4)لویس معلوف، مترجم:مولانا ابوالفضل عبدالحمید البلیاوی،المنجد،خزینہ علم وادب،اردو بازار لاہور2009ء، صفحہ:123

Loius Maloof, translater, Maulana Abu-al-Fazal Abdul Hameed Albaliavi, Almunjad, Khazina Ilm-o-Adab, Urdu Bazar Lahore. 2009

(5)وحید الزمان قاسمی، القاموس الوحید، ادارہ اسلامیات اردوبازار کراچی، 2001ء، صفحہ: 910

Waheed-ul-Zaman Qasmi, Al-Qamoos-ul-Waheed, Idara Islamiat Urdu bazar Karachi, 2001, page: 910

(6)النور،24: 31

Al-Noor,24: 31

(7)الصافات ،37: 101

Al-Safaat,37: 101

(8)لویس معلوف، مترجم:عبدالحفیظ بلیاوی، المنجد، خزینہ علم وادب، الکریم مارکیٹ، اردو بازار لاہور، صفحہ:123

Louis Maaloof, Translator: Abdul Hafeez Bulawi, Al Munjad, Khazina Ilam wa Adab, Al Kareem Market, Urdu Bazar Lahore, page: 123

(9)لجنة مكونة من عدة علماء وفقهاء في الخلافة العثمانية، مجلة الاحكام العدلية، نور محمد، كارخانه تجارتِ كتب، آرام باغ،كراتشي،الكتاب التاسع: في الحجر والإذن والإكراه والشفعة،المقدمة في الاصطلاحات،184/1

Lajina Mukawwana min ida-to-Ulama wa Fuqaha fi-Al-Khalafat-il-Usmania, Majala alahkam Aladalia, Noor Muhammad, Karkhana Tijarat Kutub, Aram Bagh, Karachi, Al-kitab Al-tasi, fi-Al-Hijar wa Al-Izan wa Al-Ikrah wa Al-shafa, almuqadima fi- Al-Istalahat, 1/184.

(10)ابن نجيم، زين الدين بن إبراهيم بن محمد، المعروف بابن نجيم المصري، البحرالرائق شرح كنز الدقائق، دار الكتاب الإسلامي، كتاب البيع، باب خيار العيب، 6/ 44

Ibn-Nujaim, Zain Al-Deen, Ibrahim bin Muhammad, Al-Maroof b-ibn-e-nujaim, Almisri, Al-Bahr-ul-Raiq Sharah Kanz Al-daqaiq, Dar-ul-Kutub-il-islami, Kitab-ul-bai, bab Khaiar-ul-aib, 6/44.

(11)ابوداود، سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السجِسْتاني (المتوفى: 275هـ)، سنن ابى داود، المكتبة العصرية، صيدا - بيروت،كتاب الصلاة، باب متى يؤمر الغلام بالصلاة، 133/1، الرقم: 495

Abu Dawood, Sulaiman bin Al-Isha'th bin Ishaq bin Bashir bin Shaddad bin Amr al-Azdi al-Sajistani, Sunan Abi Dawud, Al-Muktaba al-Asriyah, Saida-Beirut, Kitab al-Salaat, Chapter Mata Yumar al-Ghulam Bi- Salat, 1/133, Number: 495-

(12) الساعاتى، أحمد بن عبد الرحمن بن محمد البنا، الساعاتي: بلوغ الأماني من أسرار الفتح الرباني على الفتح الربانى لترتيب مسند الإمام أحمد بن حنبل الشيباني، دار إحياء التراث العربي ،كتاب الصلاة،2/ 237

Al-Saati, Ahmad bin Abdul Rahman bin Muhammad Albna, Balogh Amani Min Asrar al-Fath al-Rabani Ali al-Fath al-Rabani Li-Tarteeb-e- Musnad Al Imam Ahmad bin Hanbal al-Shaybani, Kitab al-Salaat, 2/237.

(13)الصنعانى، ،محمد بن إسماعيل بن صلاح بن محمد الحسني، الكحلاني ثم الصنعاني، أبو إبراهيم، عز الدين، المعروف كأسلافه بالأمير، التنوير شرح الجامع الصغير، مكتبة دار السلام، الرياض،2011 م،حرف الهمزة، الهمزة مع الذال المعجمة، 2/ 141، الرقم: 749

Sanaani, Muhammad bin Ismail bin Salah bin Muhammad al-Hasani, al-Kahlani, then al-Sanaani, Abu Ibrahim, Izz al-Din, known as the predecessor of the Amir, al-Tanweer Sharh al-Jami al-Saghir, Muktaba Dar al-Salam, Riyadh, 2011, Harf al-Hamza, al-Hamza with al-zal al-Mu'jama, 2/141 Number: 749.

(14)عبد الحق سيف الدين بن سعد الله الدهلوي، لمعات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح،دارالنوادر، 2014،كتاب الصلاة،الفصل الثانى، 2/ 323

Abdul Haq, Saif-ul-Din, Saadullah, Al-Dihlavi, Lamaat al-Tanqih fi Sharh Mishkaat al-Masabih, Dar-ul-Nawadar, 2014, Kitab al-Salaat, Al-Fasl al-Sani, 2/323.

(15)احمد بن حنبل،أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني،مؤسسة الرسالة،2001 م،مسند احمد بن حنبل مسند المكثرين من الصحابة، مسند عبدالله بن عمروبن العاص، 11/ 284، الرقم: 6689

Ahmad bin Hanbal, Abu Abdullah Ahmad bin Muhammad bin Hanbal bin Hilal bin Asad al-Shaybani, Musnad Ahmad bin Hanbal, Muasisa-tu-Al-Risaal, 2001, Musnad al-Mukasireen min Sahabah, Musnad Abdullah bin Amar bin Al-Aas, 11/284, Number: 6689.

(16)ابن عابدين ،محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي،ردالمحتارمع الدرالمختار،دار الفكر بيروت ، 1992م،كتاب الحجر، فصل بلوغ الغلام بالاحتلام،6/ 153

Ibn-e-Abidin, Muhammad Amin bin Umar bin Abd al-Aziz Abidin al-Dimashqi, Radd al-Mukhtar with Al-Durr al-Mukhtar, Dar al-Fikr, Beirut, 1992, Kitab Al-Hijr, Chapter of Baloogh al-Ghulam bil-Ihtilam, 6/153.

(17)علي حيدر خواجه أمين أفندي،دررالحكام شرح مجلة الاحكام،دار الجيل،1991ء، المادة، القواعد الكلية،2/ 633 (مجلّة الأحكام العدْليّة، الْكِتَابُ التَّاسِعُ: فِي الْحَجْرِ وَالْإِذْنِ وَالْإِكْرَاهِ وَالشُّفْعَةِ، الْفَصْلُ الثَّانِيْ: في بيان المسائل المتعلقة بالصغير والمجنون والمعتوه1/ 190)

Ali Haider Khawaja Amin Affundi, Durar al-Hukkam, Sharh Mujala-tul-Ahkam, Dar al-Jail, 1991, al-Mada, Al-Mada al Qawaid al-Kuliyyah, 2/633, (Al-Majalla Al-Adalia, al Kitab al tasi, In Al-Hajr, and Izn, and Ikrah, and al Shufa, Chapter II: fi bian al-masail al Mutalaqa bil-sagheer wa al majnoon wa al matooh, 1/190).

(18)ابن قدامة، عبدالرحمن بن قدامة، الشرح الكبير لابن قدامة، دار الكتاب العربي للنشر والتوزيع ،4/ 513

Ibn Qudamah, Al-Sharh al-Kabeer Li-Iban-e-Qudamah, Abd al-Rahman bin Qudamah, Dar al-Kitab al-Arabi li-Nashar-e-wa-al-tozee, 4/513.

(19)البغوی، محی السنة، ابومحمد بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوی الشافعی، التہذیب فی فقه الشافعی، دارالکتب العلمیة،1997،کتاب الحجر، 4/ 32

Al-Baghwi, Muhu al-Sunnah, Abu Muhammad bin Mas'ud bin Muhammad bin Al-Fra' Al-Baghwi al-Shafi'i, Al-Tahzeeb fi Fiqh al-Shafi'i, Dar-ul-kutub al-Ilmiyyah, 1997, Kitab al-Hijr, 4/32-

(20)الرویانی،ابوالمحاسن عبدالواحد بن اسماعیل،بحر المذہب للرویانی ،دارالکتب العلمیة،2009ء، کتاب الحجر،5/ 387

Al-Rowayani, Abul Mahasin Abdul Wahid bin Ismail, Bahr al-Mazhab for Ruwayani, Dar al-Kutub al-Ilmiya, 2009, Kitab al-Hijr, 5/387.

(21)النوویابوزکریامحیی الدین یحیی بن شرف النووی،المجموع لشرح المہذب، دارالفکر،باب الحجر،13/ 363

Al-Nawawi, Abu Zakariya Muhyu al-ddin Yahya bin Sharaf al-Nawawi, Al-Majmoo for Sharh al-Muhazzab, Dar al-Fikr, Chapter Al-Hijr, 13/363.

(22)ا لویس معلوف،مترجم:عبدالحفیظ بلیاوی،المنجد،خزینه علم وادب،الکریم مارکیٹ،اردو بازار لاہور، صفحه:24

Louis Maaloof, Translator: Abdul Hafeez Bulawi, Al Munjad, Khazina Ilam wa Adab, Al Kareem Market, Urdu Bazar Lahore, page: 24.

(23)الکیرانوی ، مولاناعمیدالزمان قاسمی، القاموس الوحید، ،اداره اسلامیات لاہور،کراچی،صفحه: 115

Al-Qairanwi, Maulana Umid-ul-Zaman Qasmi, Al-Qamoos Al-Waheed, Institute of Islamiat Lahore, Karachi,, page: 115

(24)الکیرانوی ، مولاناعمیدالزمان قاسمی ، القاموس الوحید، اداره اسلامیات لاہور،کراچی، صفحه: 1076

Al-Qamoos Al-Waheed, page: 1076.

(25)ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم بن محمد ، المعروف بابن نجیم المصری، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، دار الکتاب الاسلامی، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر،5/44

Ibn-Nujaim, Zain Al-Deen, Ibrahim bin Muhammad, Al-Maroof b-ibn-e-nujaim, Al-Bahr ul-Raiq, Kitab al-Hudood, Fasl fi al-Tazir, 5/44.

(26)ایضاً

Ibid

(27)ملاخسرو، محمد بن فرامرز بن علي الشهير بملا - أو منلا أو المولى – خسرو، دررالحكام شرح غرر الاحكام،دار إحياء الكتب العربية، كتاب الحدود، فصل في التعزير، 2/ 74

Mullah Khusrow, Muhammad bin Faramirz bin Ali al-Shaheer Bi-MUlla - or Munla or Al-Mawla - Khusrow, Durar ul-Hukkam Sharh Ghurar ul-Ahkam, Dar ihaya al-Kutub al-Arabiya, Kitab al-Hudood, Fasl fi al-Tazir, 2/74

(28)الكاسانى، علاء الدين ابوبكربن مسعود بن احمد الكاسانى الحنفى، بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع،دارالكتب العلمية،1986،كتاب الحدود، فصل: واما التعزير، 63/7

Al-Kasani, Alauddin Abu Bakar bin Mas'ud bin Ahmad Al-Kasani al-Hanafi, Badai' al-Sana'i fi tarteeb il-Shariah, Dar al-Kitab al-ilmiyyah, 1986, Kitab al-Hudood, chapter: Wa amma al-Tazir, 7/63.

(29)السيوطى، علامه جلال الدين السيوطى،جمع الجوامع او الجامع الكبير للسيوطى،موقع ملتقى اهل الحديث(http://www. ahlalhdeeth.com)، حرف الهمزة، / 1/ 4211

Al-Suyuti, Allama Jalal-ul-Din Al-Suyuti, Jama ul-Jawami o al-Jaami al-Kabeer by al-Suyuti, Mauqe Multaqa Ahl al-Hadith (http://www. ahlalhdeeth.com), Haraf al-Hamza, / 1/ 4211.

(30)ابن ماجة، محمد بن يزيد ابوعبدالله القزوينى، سنن ابن ماجة،دارالفكر بيروت، ابواب الادب، باب بر الوالد والاحسان الى البنات، 4/ 636، الرقم: 3671

Ibn Majah, Muhammad bin Yazid Abu Abdillah al-Qazwini, Sunan Ibn Majah, Dar al-Fikr Beirut, Abwab Al-Adab, Bab Birr al-Walid and Ihsaan ila-Al-Banat, 4/636, Number: 3671.

(31)ابوداود، أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني ، سنن ابى داود، المكتبة العصرية، صيدا – بيروت، كتاب الصلاة ، باب متى يؤمر الغلام بالصلاة، 1/ 134، الرقم: 497

Abu Dawud, Abu Dawud Sulaiman bin Al-Asha'ath bin Ishaq bin Bashir bin Shaddad bin Amr al-Azdi al-Sijistani, Sunan Abi Dawud, Al-Muktaba al-Asriyah, Saida-Beirut, Kitab al-Salaat, Mata Yumar al-Ghulam bi-Salat, 1/134, Number: 497.

(32)احمد بن حنبل،أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني،مؤسسة الرسالة،2001 م،مسند احمد بن حنبل ،مسند المكثرين من الصحابة، مسند عبدالله بن عمروبن العاص، 11/ 284، الرقم: 6689

Ahmad bin Hanbal, Abu Abdillah Ahmad bin Muhammad bin Hanbal bin Hilal bin Asad al-Shaybani, Mussisa al-Risala, 2001, Musnad Ahmad bin Hanbal, Musnad al-Mukassireen min Sahaba, Musnad Abdullah bin Amru bin Al-Aas, 11/284, Number: 6689

(33)ايضاً

Ibid

(34)ايضاً

Ibid

(35)الخرشى،ابوعبدالله، محمد بن عبدالله الخرشى المالكى، شرح مختصر الخليل للخرشى،دارالفكر للطباعة-بيروت،باب الوقت المختار،222/1

Al-Kharshi, Muhammad bin Abdullah al-Kharshi Al-Maliki, Abu Abdillah, Sharh al-Khalil al-Kharshi, Dar al-Fikr Li-Altaba'a, Beirut, Bab Al-Waqt Al-Mukhtar, 1/222.

(36)الدردير،الصاوى، ابوالعباس احمد بن محمد الخلوتى المالكى، الشرح الصغير مع حاشية الصاوى، دارالمعارف،باب الصلاة، فصل فى شروط الصلاة،شروط الصحة والوجوب،1/ 264

Al-Dardir, Al-Sawi, Abu al-Abbas Ahmad bin Muhammad Al-Khaluti al-Maliki, Al-Sharh al-Sagheer ma Hashia Al-Sawi, Dar al-Maarif, Bab Al-Salat, Fasal fi Shuroot al-Salat, Shuroot ul-Sihat Wa al-Wojoob, 1/264.

(37)الزرقانى، عبدالباقى بن يوسف بن احمد، شرح الزرقانى على مختصر خليل وحاشية البنانى،دارالكتب العلمية، بيروت، لبنان،2002، باب الوقت، 267/1

Al-Zurqani, Abd al-Baqi bin Yusuf bin Ahmad, Sharh al-Zurqani Ala al-Khalil wa Hashiyyah al-Bunani, Dar ul kutub al-ilmiyyah, Beirut, Lubnan, 2002, Bab al-Waqt, 1/267.

(38)ايضاً

Ibid

(39)المواق، محمد بن يوسف بن أبي القاسم بن يوسف العبدري الغرناطي، أبو عبد الله المواق المالكي، التاج والاكليل لمختصر خليل، دار الكتب العلمية،1994م،كتاب الصلاة،باب في مواقيت الصلاة [فصل في وقت الرفاهية ووقت المعذورين ووقت الكراهية في الصلاة،2/ 58

Al-Mawaq, Muhammad bin Yusuf bin Abi al-Qasim bin Yusuf al-Gharnati, Abu Abdillah al-Mawaq al-Maliki, Al-Taj-Wal-ikalil li-mukhtasar Khalil, Dar al-Kutub Al-Ilmia, 1994, Kitab al-Salaat, Bab fi Mawaqeet al-Salat, Fasal fi Waqat al-rafahia wa waqt ul-mazooreen wa Waqt al-karahia fi al-salat, 2/58.

(40)النفراوى، أحمد بن غانم (أو غنيم) بن سالم ابن مهنا، شهاب الدين النفراوي الأزهري المالكي، الفواكه الدواني على رسالة ابن أبي زيد القيرواني،دار الفكر،1995م،،مقدمة الكتاب،1/ 32

Al-Nafrawi, Ahmad bin Ghanim (or Ghunaim) Ibn Salim Ibn Mahna, Shihab al-Din Al-Nafrawi Al-Azhari Al-Maliki, Al-Fuaqih al-Duwani ala Risala Ibn Abi Zayd Al-Qirwani, Dar al-Fikr, 1995, Muqadamat al-Kitab, 1/32.

(41)ايضاً

Ibid

(42)ابويعلى، محمد بن الحسين بن محمد بن خلف المعروف بـ ابن الفراء (المتوفى: 458هـ) ، المسائل الفقهية من كتاب الروايتين والوجهين،مكتبة المعارف، الرياض،1405هـ - 1985م،كتاب النكاح، طلاق الصبى، 2/ 159

Abu Yala, Muhammad bin Al-Hussain bin Muhammad bin Khalaf known as Ibn Al-Fara (died: 458 AH), Maktba Al-Maarif, Riyadh, 1405 AH - 1985, Al-Masail al-Fiqhiyyah min Kitab Al-Riwayatain Wa Al-Wajhain, Kitab al-Nikah, Talaq Al-Sabi, 2/159.

(43)الرحيبانى، مصطفى بن سعد بن عبده السيوطي شهرة، الرحيبانى مولدا ثم الدمشقي الحنبلي، مطالب أولي النهى في شرح غاية المنتهى، المكتب الإسلامي،1994م،كتاب الصلاة،تتمة عبادات المرتد التي فعلها قبل ردته،1/ 275

Al-Rahibaani, Mustafa bin Sa'd bin Abduh al-Suyuti Shahrah, Al-Rahibaani Maulidan Summa Al-Dimashqi Al-Hanbali, Matalib uli-An-Nuha fi Sharh Ghaya Al-Muntaha, Al-Maktaba Al-Islami, 1994, Kitab al-Salaat, Tatimama Ibadat al-Murtaddi allati falaha qabl riddat, 1/275.

(44)محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الشرح الممتع على زاد المستقنع،دار ابن الجوزي،1428 هـ، كتاب الديات، فصل وإذا أدب الرجل ولده، أو سلطان رعيته، أو معلم صبيه، ولم يسرف لم يضمن ما تلف به، ولو كان التأديب لحامل فأسقطت جنينا ضمنه المؤدب،14/ 103

Muhammad bin Saleh bin Muhammad al-Aseemeen, Al-Sharh al-Mumatta Ala zad al-Mustaqne, Dar Ibn al-Jawzi, 1428 AH, Kitab al-Diyaat, Fasal Iza Adab al-Rajul Waladah o Sultan Raiyatah o Muallim Sabiyih wa lm Yusrif lm Yazman ma talaf bih, wa lao kana al-taadib li-hamil fa asqatat janeeban zaminah al-muaddib, 14/103.

(45)ايضاً

Ibid

(46)محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الشرح الممتع على زاد المستقنع،دار ابن الجوزي،1428 هـ،كتاب الديات،باب القسامة،1/7445

Muhammad bin Saleh bin Muhammad al-Aseemeen, Al-Sharh Al-Mumatte ala-Zad al-Mustaqne, Dar Ibn Al-Jauzi, 1428, Kitab al-Diyaat, Bab al-Qussama, 1/7445.

(47)البهوتى، منصور بن يونس بن صلاح الدين ابن حسن بن إدريس البهوتى الحنبلى ،عالم الكتب،1993م، دقائق أولي النهى لشرح المنتهى المعروف بشرح منتهى الإرادات، كتاب الصلاة، 1/ 127

Al-Bahouti, Mansour bin Yunus bin Salahuddin bin Hassan bin Idris Al-Bahouti Al-Hanbali, Daqaiq uli-alnuha Al-maroof be-Sharah muntaha al-iradat, aalim ul-kutub, 1993, Kitab ul-Salat 1/ 127.

(48)ابن جبرين، عبدالله بن عبدالرحمن بن عبدالله بن جبرين، شرح أخصر المختصرات، دروس صوتية قام بتفريغها موقع الشبكة الإسلامية،http://www.islamweb.net، وجوب الصلاة، خطاب الكفار بالصلاة،5/ 9

Ibn Jabreen, Sharah Akhsar al-Mukhtasarat, Abdullah bin Abd al-Rahman bin Abdullah bin Jabreen, Daroos sautia Qama be-taareefiha, Moqeo al-Shabka al-islamia, http://www.islamweb.net, Wujoob al-salaat, Khitab al-kuffar bi-al-salaat, 5/9.

(49)عبد المحسن بن حمد العباد،شرح شروط الصلاة وأركانها وواجباتها لشيخ الإسلام محمد بن عبد الوهاب، فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية،1425هـ، شروط الصلاة،1/ 7

Abdul Mohsin bin Hamad Al-Ibad, Sharah Sharoot al-Salaat wa Arkanuha wa Wajibatuha, Li-Sheikh Al-Islam Muhammad bin Abdul Wahhab, Fihrasat Maktaba al-Malik fahad al-watania, , 1425 AH, Shuroot al Salat, 1/ 7-

(50)الرافعى، عبد الكريم بن محمد بن عبد الكريم، أبو القاسم الرافعي القزويني،علي محمد عوض - عادل أحمد عبد الموجود، العزيز شرح الوجيز المعروف بالشرح الكبير دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان،1997 م،كتاب الصلاة، الباب الاول فى المواقيت، الفصل الثانى فى وقت المعذورين، 393/1

Al-Rafi'i, Abd Al-Karim Bin Muhammad Bin Abd Al-Karim, Abu Al-Qasim Al-Rafi'i Al-Qazwini, Ali Muhammad Awad - Adil Ahmad Abdul-Mawjoud, Al-Aziz Sharh Al-Wajeez, al-maroof bi-al-sharah al-kabeer, Dar Al-Kutub Al-Ilmia, Beirut - Lubnan, 1997 AD, Kitab al-salaat, al-bab-ul-awwal fi al-mawaqeet, al-fasal al-sani fi Waqt al-mazooreen, 1/393

(51)ايضاً

Ibid

(52)الدميرى، كمال الدين، محمد بن موسى بن عيسى بن علي الدَّمِيري أبو البقاء الشافعي، النجم الوهاج فى شرح المنهاج، دار المنهاج (جدة)،2004م،-كتاب الصلاة ، باب صلاة الجماعة، فصل، 37/2

Al-Dameeri, Kamal Al-Din, Muhammad bin Musa bin Isa bin Ali Al-Dameeri, Abu Al-Baqa Al-Shafi'i, Al-Najm Al-Wahhaj fi Sharh Al-Minhaj, Dar Al-Minhaj (Jeddah), 2004 AD, Kitab al-salaat, bab Salaat al-jamaat, 2/37.

(53)ايضاً

Ibid

(54)الرملی، شمس الدين محمد بن أبي العباس أحمد بن حمزة شهاب الدين الرملي، غاية البيان شرح زبد ابن رسلان،دار المعرفة - بيروت، المقدمة، 72/1

Al-Ramli, shams al-Din Muhammad ibn Abi al-Abbas Ahmad ibn Hamza Shihab al-Din al-Ramli, ghaiat al-baian, sharah Zabad ibn Raslan, Dar al-Ma'rifah - Beirut, Al-Muqaddimah, 1/72

(55)الشبراملسی، شمس الدين محمد بن أبي العباس أحمد بن حمزة شهاب الدين الرملي، حاشية الشبراملسی علی نهاية المحتاج إلى شرح المنهاج، دار الفكر، بيروت،1984م، 1 391

Al-Shabramelsi, Shams Al-Din Muhammad bin Abi Al-Abbas Ahmad bin Hamza Shihab Al-Din Al-Ramli, Hashia Al-Shabramelsi ala Nihaiat al-Muhtaj ila sharah il-Minhaj, Dar Al-Fikr, Beirut, 1984 AD, 1 391.

(56)النووی، محمد بن عمر بن علي بن نووي الجاوي أبو عبد المعطي، نهاية الزين في إرشاد المبتدئين،دار الفكربيروت، باب الصلاة، 1/ 11

Al-Nawawi, Muhammad bin Omar bin Ali bin Nawawi Al-Jawa Abu Abdil-Muti, Nihaiat al-Zain fi Irshad al-mubtadein, Dar Al-Fikr, Beirut, Bab Al-Salah, 1/11.

(57)الشروانی، احمد بن محمد بن علی بن حجر الهيثمی، حاشية الشروانی(عبدالحميد) علی تحفة المحتاج فی شرح المنہاج، مكتبة التجارية الكبرى بمصر، 1983، کتاب الصلاة،فصل فيمن تلزمه الصلاة أداء وقضاء وتوابعهما،445/1

Al-Shirwani, Ahmad bin Muhammad bin Ali bin Hajar Al-Haythami, Hashiyat Al-Shirwani (Abdul Hamid) Ala Tahfah Al-Muhtaj fi Sharh Al-Minhaj, Maktaba al-tujjaria al-kubra in Egypt, 1983, Kitab al-salah, Fasal fi man talzamuh al-salah,adaan wa qazaan wa tawabehuma, 1/445.

(58)ایضاً

Ibid

(59)الماوردی، أبو الحسن علي بن محمد بن محمد بن حبيب البصري البغدادي، الشهير بالماوردي، الحاوي الكبير في فقه مذهب الإمام الشافعي وهو شرح مختصر المزني، دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان، 1999 م، كتاب الصلاة،باب صلاة الإمام قاعدا بقيام وقائما بقعود،مسألة،2/ 306

Al-Mawardi, Abu Al-Hassan Ali bin Muhammad bin Muhammad bin Habib Al-Basri Al-Baghdadi, famous for Al-Mawardi, Al-Hawi Al-Kabeer fi fiqah mazahab al-Imam Al-Shafi'i wa howa sharah Mukhtasar Al-Muzni, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyyah, Beirut - Lebanon, 1999 AD, Kitab al-salah, bab Salat-il-imam, qaidan bi-qiam wa qaiman bi-quood, Masalah, 2/306.

(60)عبد الرحمن بن محمد شيخي زاده ، عبد الرحمن بن محمد بن سليمان المدعو بشيخي زاده, يعرف بداماد أفندي، مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر،دار إحياء التراث العربي،کتاب الصلاة، باب سجود السہو،1/ 147

Abd al-Rahman bin Muhammad Shaikhizadah, Abd al-Rahman ibn Muhammad ibn Sulaiman called Shaikhizadeh, known as Damad affundi, Majma' al-Anhar fi Sharh Multaqa al-Abhar, Dar Ihaya al-Trath al-Arabi, Kitab al-Salaat, Chapter Sajd al-Suho, 1/ 147

(61)الحصکفی، محمد بن علي بن محمد الحِصْني المعروف بعلاء الدين الحصكفي الحنفي،الدرالمختار، دار الکتب العلميه، 2002،کتاب الصلاة، 1/ 52

Al-Hasakfi, Muhammad Bin Ali Bin Muhammad Al-Hisni Al-Moruf Be-Ala-ud-Din Al-Hasakfi Al-Hanafi, Al-Durr al-Mukhtar, Dar al-Kitab Al-Ulamiya, 2002, Kitab al-Salaat, 1/52

(62)ابن عابدين، ابن عابدين، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي الحنفي، رد المحتار على الدر المختار، دار الفكر-بيروت،1992م،کتاب الصلاة،،352/1

Ibn Abdeen, Ibn Abdeen, Muhammad Amin bin Umar bin Abd al-Aziz Abideen al-Dimashqi al-Hanafi, radd al-muhtar ala Al-Durr Al-Mukhtar, Dar Al-Fikr - Beirut, 1992 AD, Kitab-ul-salah, 1/352

(63)الشرنبلالى، ،حسن بن عمار بن علي الشرنبلالي المصري الحنفي،المكتبة العصرية، 2005 م، مراقى الفلاح،كتاب الصلاة احكام الصلاة ،مدخل، 72/1

Al-Shurnbilali, Hasan bin Ammar bin Ali Al-Sharnbalali Al-Masry Al-Hanafi, Al-Maqtaba Al-Asriyyah, 2005, Maraqi Al-Falah, Kitab ul-Salah, Ahkam ul-Salah, Madakhal, 1/72.

(64)الطحطاوى، أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي الحنفي، حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، دار الكتب العلمية بيروت – لبنان،1997م،كتاب الصلاة ، فصل فى بيان واجب الصلاة،174/1

Al-Tahtawi, Ahmed bin Muhammad bin Ismail Al-Tahtawi Al-Hanafi, Dar Al-Kutub Al-Ilmiya, Beirut - Lebanon, 1997, Hashia Al-Tahtawi'ala Maraqi Al-Falah, Kitab Al-salah, Fasal fi Baian-e-Wajib Al-Salah, 1/174.

(65)ملاخسرو، محمد بن فرامرز بن علي الشهير بملا - أو منلا أو المولى – خسرو، دررالحكام شرح غرر الاحكام، وقت الفجر،50/1

Mullah Khusrau, Muhammad bin Farmarz bin Ali known as Be-Mulla - or Munla or Al-Maola - Khusrau, Darr al-Hakam Sharh Gharar al-Ahkam, Waqt al-Fajr, 1/50

(66)https://www.scribbr.com/methodology/qualitative-quantitative-research,11/11/2019, 07:44AM)

(67)https://www.sagepub.com/sites/default/files/upm-binaries/13421_Chapter4.pdf, 21 Sep- tember 2022, 11:56 AM.

(68)https://www.scribbr.com/methodology/qualitative-quantitative-research,11/11/2019, 07:44AM)

(69)الخرشى،ابوعبدالله، محمد بن عبدالله الخرشى المالكى، شرح مختصر الخليل للخرشى،دارالفكر للطباعة-بيروت،باب الوقت المختار،222/1

Al-Kharshi, Muhammad bin Abdullah al-Kharshi Al-Maliki, Abu Abdillah, Sharh al-Khalil al-Kharshi, Dar al-Fikr Li-Altaba'a, Beirut, Bab Al-Waqat Al-Mukhtar, 1/222.

(70)الدردير،الصاوى، ابوالعباس احمد بن محمد الخلوتى المالكى، الشرح الصغير مع حاشية الصاوى، الشرح الصغير مع حاشية الصاوى، دارالمعارف ،باب الصلاة، فصل فى شروط الصلاة،شروط الصحة والوجوب،1/264

Al-Dardir, Al-Sawi, Abu al-Abbas Ahmad bin Muhammad Al-Khaluti al-Maliki, Al-Sharh al-Sagheer ma Hashia-Al-Sawi, Al-Sharh al-Sagheer ma Hashia Al-Sawi, Dar al-Maarif, Bab-ul-Salat, Fasl fi shuroot-al-Salat, Shuroot-al-Sihhat wa Al-Wujoob, 1/264

(71)الطحطاوى، أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي الحنفي، حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، دار الكتب العلمية بيروت – لبنان،1997م،كتاب الصلاة ، فصل فى بيان واجب الصلاة،174/1

Al-Tahtawi, Ahmed Bin Muhammad Bin Ismail Al-Tahtawi Al-Hanafi, Hashiyyah Al-Tahtawi Ala Muraqi Al-Falah, Dar Al-Kutub Al-Iimiya, Beirut-Lubnan, 1997, Kitab al-Salaat, Fasl fi bayan Wajib al-Salaat, 1/174

(72)ابن عابدين، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي الحنفي، رد المحتار على الدر المختار، دار الفكر-بيروت،1992م،كتاب الصلاة،،352/1

Ibn Abidin, Muhammad Amin bin Umar bin Abd al-Aziz Abidin al-Dimashqi al-Hanafi, Rad al-Muhtar Ala al-Dur il-Mukhtar, Dar al-Fikr-Beirut, 1992, Kitab al-Salaat, 1/352.